LARGE PRINT BOOKS IN INDIAN LANGUAGES
بھابی
عصمت چغتائی کی کہانیاں
URDU
BHAABHI
and other stories by ISMAT CHUGHTAI
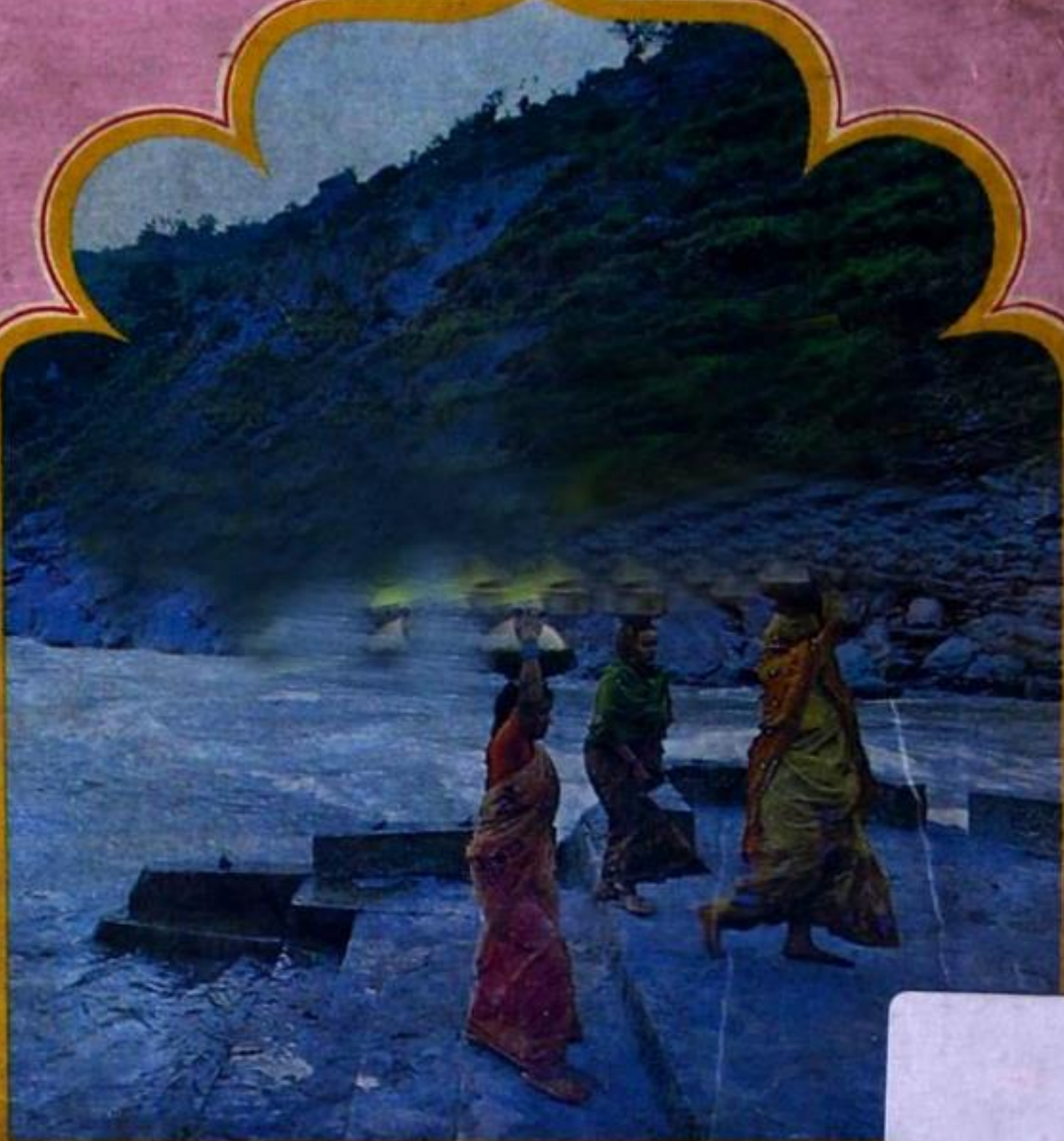
LARGE PRINT BOOK IN ASIAN LANGUAGES

URDU

BHAABHI

and other stories by ISMAT CHUGHTAI

LARGE PRINT BOOK IN ASIAN LANGUAGES

Edition : 1991
Price £ 9.95

Publishers

STAR PUBLICATIONS (P) LTD.
4/5B, Asaf Ali Road,
New Delhi-110 002.

Distributors :

For U.K. : ASIAN BOOK SHOP
45, Grafton Way, LONDON WIP 5LA

For Canada : FAR EASTERN BOOKS
P.O. Box 846, Adelaide Street Stn.
TORONTO (ONT) M5C 2K1

printed at Unique Color Carton New Delhi - 110 064.

جلی قلم کی یہ کتابیں

ادارہ اسٹار پبلی کیشنز نئی دہلی کی طرف سے یہ سلسلہ خاص طور پر اُن قارئین کے لئے پیش کیا جارہا ہے جو کمزور بینائی کی وجہ سے باریک قلم کی مطبوعہ کتابیں پڑھنے میں مشکل کا احساس کرتے ہیں۔ یا جو اُردو لکھنا پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔ اس سلسلہ کی کتابوں میں ناول، افسانے انشائیے اور دیگر موضوعات پر کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔

ہمیں خوشی ہوگی کہ قارئین ان کتابوں کے بارے میں اپنے مشورہ بھیج سکیں تاکہ اس سلسلہ کو اور زیادہ افادی بنایا جاسکے۔

ناشران

فہرست

پورن

پانی جان توڑ کر برس رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا آسمان میں سوراخ ہو گئے ہیں
پج بھی ہے کب سے تنا کھڑا ہے، سڑ گڑ کر سوراخ ہو جانا کیا تعجب ہے کئی رات برستا
رہا اور صبح سے برس رہا تھا۔ زور زور سے گویا بھر بھر سمندر پانی کے کوئی پوری طاقت
سے زمین پر پٹخ رہا ہو کچی دیواروں کے گھر تو کبھی کے پانی کے طمانچوں سے بے دم ہو کر بیٹھ
گئے۔ چھپر گیلی داڑھیوں کی طرح بالنوں اور بلیتوں سے جھول پڑے اور گھر والے پیڑوں
کے نیچے دبک بیٹھے۔ مگر پانی جیسے ان سے چھیڑ کر رہا تھا۔ کوئی پیڑ بھی پتھر کے سائبان تو نہ تھے
جو پانی پتوں کو چیر پھاڑ کر سروں پر نہ گرتا۔ ویسے بھی جیسے کوئی چلو بھر بھر پیڑوں کے نیچے پانی
اوچھ رہا تھا۔ پرنالوں کی واویلا سے اور بھی حواس گم تھے۔ اور پھر رات آ رہی تھی، گھٹا
ٹوپ سیاہی گاڑھی ہوتی جا رہی تھی۔ گڑ تیزی سے لڑھک رہے تھے۔
آشا ماں کو آخری گھونٹ پانی کے دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ ماں تو نہ جاتے

کب مرگئی تھی۔ پر یہ نانی ہی ماں باپ سبھی کچھ تھی اب نانی بھی چل چلاؤ پر تلی تھی اور باپ بیکار نکھٹو سا تھا۔ ایک دن اسٹیشن کے پاس مرا ہوا پڑا ملا، نانی بہت کچھ اسے دیتی تھی۔ پر اب وہ بھی بوڑھی ہو چلی تھی۔ یہ بات تو تھی کہ وہ راجہ صاحب کی کھلائی رہ چکی تھی اور راجہ صاحب کے بعد ان کے بیٹوں کو بھی انہیں سوکھے مارے گھٹنوں پر وہی سڑی پرانی لوریاں دی تھیں جو وہ ان کے باپ کو دے چکی تھی۔ پر وہ خراچ تھی۔ اور پھر کوئی جاگیر تھوڑی مل گئی۔ زیور تھوڑا تھوڑا کر کے کھایا۔ برتن رکھنے کی ضرورت ہی کونسی تھی۔ عمر بھر راجہ صاحب کے یہاں رہی اور بڑھاپے میں کون سونے کے تھال لگاتا ہے۔ کئی سال سے محل کے کونے میں پڑی سڑ رہی تھی۔ راجہ صاحب نے از راہ ہمدردی اُسے پنشن دیکر گاؤں بھیج دیا۔ کچھ بھی تھا اُسے سکون تھا کہ وہ اپنے گاؤں میں مر رہی تھی۔ اپنا گاؤں کہاں، گاؤں تو راجہ صاحب ہی کا تھا۔

"نہیں آیا، ابھی نہیں آیا" آشا سمجھی بڑھیا یم دوت کو یاد کر رہی ہے مگر وہ پورن کے متعلق سوچ رہی تھی۔ پورن راجہ صاحب کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا۔ وہ اچھا خاصہ سات برس کا ہو گیا تھا تب بھی بوڑھی اماں کے ساتھ ہی سوتا تھا۔ وہ ہر اتوار کو گاؤں بڑے بھائی کے ساتھ آیا کرتا تھا اور آج تو اتوار تھا۔ بڑھیا نہ جانے کیوں اُس کا انتظار کر رہی تھی اور اسی لئے ٹھہری ہوئی تھی ورنہ اسے قاعدے سے تو بہت پہلے مر جانا چاہئے تھا۔

"رجی کی ماں ہے۔ گئی؟" بڑھیا پھر جاگی۔

"ہاں اماں کیا بلا لاؤں۔ رمیتہ بڑ رہا ہے۔"

"نہیں.... پر ہے بڑی.... وہ.... ایسے.... چھوڑ گئی۔"

سانس گھٹی جا رہی تھی۔ "کیا مینہ بہت پڑ رہا ہے"؟ بڑھیا کو فکر ہوئی کہ اب جلائی کیسی جائے گی۔!

"ہاں" آشا سہمی ہوئی دھوتی کا کنارہ مروڑ رہی تھی۔

"اور جنے رجنی کی ماں کہاں مر گئی"۔ نہ جانے رجنی کی ماں پر اتنی ماننا کیوں آ رہی تھی۔ رجنی ویسے تو تھے رنجیت اور سنگھ بنیا پن چھپانے کو لگایا گیا تھا۔ مگر کہلاتے "ابے رجنی" تھے۔ اور یہ والدصاحبہ کھریا کی دلہن موتی کی بہو اور رام بھروسے کی بیوی اور نہ معلوم کتنی جگہیں بدل چکی تھیں۔ پر سب کم بخت مر مر گئے اور ان میں سے کسی ایک کی یادگار رجنی تھے۔ سماج میں اُن کی حیثیت بھی ٹھنوڑ کے درخت کی سی تھی۔ زیادہ کارآمد بننے کا ان میں جذبہ ہی نہ تھا، کم سنی میں کچھ دن ہیجڑوں کی ٹولی میں جا گھسے اور رجنی کی ماں کو سارا دن محلہ والوں کو گالیاں تقسیم کرنے میں گزر جاتا۔ نہ جانے کیوں وہ بضد تھیں کہ وہ ہیجڑوں کی ٹولی میں نہیں بلکہ نوٹنکی میں گیا ہے۔ جو چھوٹا موٹا تھیٹر ہوتا ہے۔ کچھ بھی ہو رجنی کی بنی نہیں اور وہ پٹ کر بھاگ آئے۔ اور اب گاؤں بھر میں اپنی نغمہ سرائی کے لئے مشہور رہتے اور ایک دم باغیانہ خیالات، کجا ہیجڑوں میں تھے اور کجا اب اول نمبر کے غنڈوں میں شمار کئے جاتے تھے، کچھ بھی تھا مگر والدہ صاحبہ تو سر اٹھا کر چلتی تھیں۔

بڑھیا کی بےقراری بےکار نہ گئی اور بورا اوڑھے ہوئے آن پہونچیں۔

"کہاں چلی گئی تھیں"؟ بڑھیا موت کے فرشتے کی طرح غرائی۔

"اے ذرا دیکھنے گئی تھی۔ رجنی لوٹا کر نہیں پچھی کی ماں کے گئی تھی حرامی نہ جانے کہاں مرا ہے جا کے۔"

"ہوں... چاہے میں مرجاتی۔" بڑھیا اکیلی آشا کے سامنے نہیں مرنا چاہتی تھی کہ کہیں اس کا دل نہ ہل جائے اور دوسرے اس کا ڈانٹنا بھی درست تھا۔ رنجی آشا پر عاشق تھے بڑھیا کو بہت بڑا لگا۔ مگر پھر سر گھما کر دیکھا تو اور کون سے ہیروں جڑے تھے۔ اور یہ بھی بات تھی کہ رنجی پکا ہوگا اپنے گھر کا۔ آشا سے چھیڑ کرنے کی اس میں کبھی ہمت نہ ہوئی۔ آشا باہر بھی کب جاتی تھی، بڑھیا سانپ بنی اس کی حفاظت کر رہی تھی۔ سارا کام رنجی کی ماں رشوت میں کرنی تھی اور رنجی جب کبھی آتا۔ گدھے کی طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتا۔ بڑھیا راضی ہی سی تھی پر ابھی نہیں۔ ابھی آشا تھی ہی کتنی دو سال ہوئے تو اُس نے باقاعدہ دھوتی پہننی شروع کی تھی ورنہ لہنگا پہنے ذرا سی بچی لگتی تھی۔ مگر رنجی کی ماں کی رائے میں لہنگے ساڑی سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب وہ اتنی تھی تو دو بچے گر چکے تھے اور تیسرا وارد ہونے کو تھا۔

"اپنی اپنی اٹھان ہے"۔ بڑی بی اچھی تھیں جب، تو اُن کی ہمت سے مرعوب ہو کر کہتی تھیں۔ "آشا میری دھان پان ہے"۔ اور وہ رنجی کی گینڈے جیسی متک دیکھ کر سہم جاتی۔

رنجی بُرا بھی نہ تھا۔ حسن کا مقابلہ تو ہو نہیں رہا تھا۔ ٹھگنا ضرور تھا اور بتیسی ذرا لوٹی ہوئی تھی۔ بجائے نیچے کے دانتوں کے اوپر کے دانت اندر تھے۔ اور ٹھوڑی ذرا آگے کو تھی۔ جب ہنستا تھا تو معلوم ہوتا تھا۔ کسی نے گلا الٹا کر دیا ہے اور ہونٹ تو دونوں ایک جیسے سپاٹ ہی تھے ناک تھوڑی نیچی اور وسیع تھی۔ مگر آنکھوں میں رس تھا اور بال جیسے آج کل بڑے لوگوں میں جسے دیکھو گنجا ہوتا چلا جاتا ہے۔ پر ہفتوں نہ دھونے کے باعث دھول میں اٹے ہوئے۔

"پورن نہیں آیا"۔ رنجی کے ذکر سے اکتا کر رُخ پلٹا۔

"اے لو وہ اس پانی میں آئیں گے۔ بڑے آدمی کسی کے بھی نا ہوتے پر سچ تو یہ ہے"!

بڑھیا میں دم ہوتا تو وہ اتنا لڑتی کہ رجنی کی ماں پست ہو جاتی اندھی کہیں کی کوڑھن اور وہ جو ہر اتوار آتا تھا تو کیا اسے دکھائی نہ دیتا تھا۔ آتے ہی وہ اچار کی ہنڈیا ٹٹولتا اور عمدہ گھی کی فرمائش کرتا۔ عمدہ گھی اور لڑائی کے زمانہ میں بھلا کدھر سے آئے نہ جانے یہ لڑائی میں گھی کا کیا خرچ ہے، توپوں میں بھر بھر کے مارتے ہوں گے۔ بھلا گھاسلیٹ کیوں نہیں بھرتے، آدمی تو کھائیں گھاسلیٹ اور توپیں، ہاں توپیں ہی ہوئیں۔ سُرخ انگارہ جیسی دہانوں کی توپیں، ذرا بولو آگ اگلنے لگیں یہ گورے لو یہ گھی کے ذکر پر گورے کہاں سے آن ٹپکے۔

ہاں تو پورن ہر اتوار آتا تھا آج بوڑھی کھلائی کو اُس کا انتظار تھا تو مینہ برسنے پر تل پڑا۔

"واہ تجھے کیا معلوم آئے گا ضرور وہ، ذرا دیکھ تو کہیں۔۔۔!"

"اے ہے کہیں بھی نہیں آیا۔" رجنی کی ماں اٹھنے کے ڈر کے مارے جلدی سے بات کاٹنے لگی، "کچھ کھایا بھی، کیا حال ہو گیا ہے، اس نے چاہا بڑھیا کو موت کی یاد دلا کر دھمکائے انتظار کی چند گھڑیاں ہی گزری تھیں کہ راجہ صاحب کی موٹر کی آواز آئی۔ بڑھیا میں جیسے تھوڑی دیر کے لئے دم آگیا۔ وہ موٹر کی آواز کو خوب پہچانتی تھی۔ موٹریں آتی ہی کب تھیں گاؤں میں۔ اور ذرا سی دیر میں پورن سڑے بلبے پلنگ پر محبت سے بڑھیا کے پاس بیٹھ گیا۔

"اماں یہاں ٹھیک علاج نہیں ہو رہا ہے۔ تمہیں لینے آیا ہوں"۔

بڑھیا تو جانے کو تیار تھی مگر کوئی پورن سے بھی زبردست ہاتھ اُسے تیزی سے

گھسیٹ رہا تھا۔

"اب تو میں پرماتما کے چرنوں میں چلی بیٹا۔۔۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ اور تم تو کہتی تھیں کہ پورن کی بہو لاؤں گی اس کا بیٹا کھلاؤں گی اور پھر اب پرماتما سے چھٹی لے کر آؤ گی بس آج ہی چلو۔ وہاں تمہارا علاج یوں ہو جائے گا۔" پورن نے چٹکی بجا کر کہا۔

"اب میرا علاج دنیا کے۔۔۔ کسی ڈاکٹر سے نہ ہو گا۔ میری بات سُن۔"

"نہیں اماں تم۔۔۔"

سُن میرے لال۔۔۔ آشا میری۔۔۔ میری بچی ہیں نے اسے بڑا کھلایا ہے۔ بڑی پیاری بچی ہے، اُسے راجہ صاحب کے چرنوں میں پہنچا دینا، اُسے دکھ نہ دینا۔ میری۔۔۔ اور کہیں اچھا لڑکا ڈھونڈ کر اس کا بیاہ کر دینا۔ اب اس کے دنیا میں تم ہی لوگ ہو۔"

پورن موت کے آثار بھی نہ پہچانتا تھا۔ "تم خود ہی چلو۔"

"ہیں۔۔۔ میں تو جاؤں گی، مگر۔۔۔ رنجی ہی ڈھنگ کا ہوتا۔۔۔"

"رنجی دکان کرنے کی سوچ رہا ہے۔ بنئے نے وعدہ کیا ہے۔" رنجی کی والدہ بولیں۔ "دو دن میں چل نکلے گی۔" حالانکہ رنجی کئی دکانیں کر چکے تھے۔ مگر جتنے دن مال چلتا دکان بھی چلتی اور پھر جب سب کھا پی چکتے، تو دوسرا دھندہ اختیار کیا جاتا۔ وہی بڑوں کا خوانچہ لگایا دن بھر چکھ چکھ کر ہی ختم کر لیا۔ سگریٹ بیڑی کی دکان دوست یار پھونک گئے۔ جیب کے دام بھی گئے۔

"ہاں جو رنجی کسی کرم کا ہو جائے تو بُرا نہیں۔"

"دیکھا جائے گا اماں، پہلے اچھی تو ہو جاؤ۔" بڑھیا کو اچھے ہونے سے کوئی

دلچسپی ہی نہ تھی اور رہ گئی بھی تو موت کو سخت جلدی تھی اور جب آشا کو سسکتا چھوڑ کر بڑھیا چل دی تو پورن کی فرمائش دھری رہ گئی۔

رنجی کی ماں اتنا چیخی کہ آشا بھی سہم کر چپ ہو گئی۔ ایسے سوگ کرنے والے بھی کون تھے پیڑ سوکھ گیا تو پتیاں بھی ادھر اُدھر بکھر گئیں آشا زندگی کے نئے راستے پر چلنے کے لئے پورن کی موٹر میں راجہ صاحب کے یہاں چل دی۔ راستہ بھر وہ کوتے میں دُبکی آنسو پونچھا کی۔ پورن کو اُس کی طرف دیکھنے کی ہمت بھی نہ ہوئی کہ کہیں وہ اور نہ رونے لگے۔

مگر آشا جب محل میں پہنچی تو اُس کا دھڑکتا ہوا کلیجہ ذرا کے ذرا میں تھم گیا۔ راجہ صاحب نے محبت سے ہاتھ پھیرا اور ماتاجی نے پاس بٹھا لیا۔ مگر بھابی، بھابی نے تو سچ مچ کلیجہ سے لگا لیا کم عمری میں غم اور وہ بھی بوڑھی نانی کا۔ ذرا سے دنوں میں ختم ہو گیا اور ساتھ کی دوسری نوکرانیوں، کام کاج اور بھابی کے بچوں کی محبت میں اور بھی کچھ زیادہ یاد نہ رہا اور آشا ایک سیدھی پرسکون زندگی گزارنے لگی۔

■

بھابی

آشا کے نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن۔ پھر بھابی کا تو سوال ہی کیا تھا۔ مگر وہ جب کبھی گھر کی چنچل اور خوش مزاج بہو کو دیکھتی اُس کا دل محبت سے لرز اٹھتا۔ بھابی کا قد منّا سا گڑیا جیسا تھا اور ویسے ہی چھوٹے چھوٹے کمزور ہاتھ، مگر وہ شریر کتنی تھی اور قہقہے کیسے گونجتے تھے۔ جیسے چاندی کے موتی آپس میں ٹکرا رہے ہوں، وہ کسی طرح بھی تو تین بچوں بچوں کی ماں نہیں معلوم ہوتی تھی۔ نرمل سے تھوڑی ہی بڑی لگتی تھی اور نرمل بھی جب پیدا ہو گیا تھا۔ جب بھابی کو سیدھے پلّے کی ساڑھی بھی پہننا نہ آتی تھی اور رشیلہ بھینس کی بھینس! پھول جیسی ماں کی کتنی پھولی کپّا بیٹی تھی۔ اتنا کھاتی کہ ماں تو تین دن بھی نہ کھا سکتی اور سب سے چھوٹا بھیّا تو بس غضب تھا۔ ہاں وہ ذرا بھابی کا بیٹا لگتا تھا۔ کیونکہ اس پر ہی وہ فدا تھی۔ یہ بے تکے بچے اور پتی مہاراج تو بس بدھ کا مجسمہ تھے۔ جتنا بیوی ہنستی اتنا ہی وقت وہ چپ رہتے۔ کسی بنئے کی پرچھائی پڑ گئی تھی۔ بس سوائے گاؤں کی دیکھ بھال کے اور کچھ نہیں۔ بس مسکرا دیتے تھے۔ اور بھابی، ہر وقت تیزی کی طرح

اڑتی پھرتی۔ گو اُس کے اور نپی مہاراج کے مزاج میں زمین اور آسمان کا فرق تھا۔ مگر ایسی ہی سکون سے بنھ رہی تھی۔ جیسی زمین آسمان کی بنھ رہی ہے۔ ان کی بلا سے بیوی پھوڑ کم عمر اور ضدی تھی۔ وہ ساس کا کہنا بس کچھ ایسا ہی مانتی۔ ذرا سی بات پر روٹھ جاتی۔ منہ پُھلا کر گھنٹوں روتی دیور سے شکایت کر دیتی۔ یہاں تک کہ سسر کی لاڈلی ہونے کی وجہ سے ساس کی شکایت سسر سے بھی ہو جاتی۔ وہ تھی بھی تو اُن سے عمر میں چھوٹی۔ ہاں اور دیور سے تو اس کی ہر وقت لڑائی ہوتی۔ شادی ہو کر آئی ہے تو پہلا پیار دیور سے شروع ہوا اور پہلی لڑائی بھی اس سے ہوئی۔ اور اس نے شرم کرنا تو کسی سے سیکھی ہی نہیں۔

صبح ہی صبح یہ رنگین بھابھی اُٹھ بیٹھتی اور بچوں پر صفائی کا حکم صادر کر دیتی اور پھر انہیں ناشتہ کرانے میں تو ہلکان ہو ہو جاتی۔

"ممی میرا توس" نرمل چلایا، سوکھا مارا انسان۔

"اور میرا دودھ" دودھ پی پی کر شیلہ کچوری ہو گئی

اور سب سے چھوٹا بھیّا حلق کے آخری کونے سے چنگھاڑ مارتا۔ بیچ میں بھابی کشتی لڑتی۔

"دیکھو ممی یہ میرا پاپڑ کھا گئی" نرمل منمناتا

"لے اپنا پاپڑ...... منگتے" شیلہ پاپڑ منہ پر مار دیتی۔

"دیکھو ممی۔" نرمل فریاد کرتا ہے۔

"سوکھے ٹڈے"!

"موٹی بھینس"!

"تم سوکھے ٹڈے۔ ہوا میں ایک دن اڑ جاؤ گے"!

اور تو موٹی کپّا ایک دن پھٹاک سے پھٹ جائے گی بس۔"

"کتیا ... اُلّو۔" نرمل اور شبیلہ ایک دوسرے کا خوف منہ نوچتے اور نہایت محبت سے کاڑھی ہوئی فراک پر دودھ چھلک جاتا۔ اور نرمل کا توس اُس کی کہنی میں چپک جاتا۔ تب بھابی چنگھاڑتی۔

"کیا اندھیر ہے نرمل کے بچے ..." اور وہ چٹاچٹ نرمل کی ننگی رانوں پر تھپڑ مارتی اور شبیلہ کی کمر میں دھموکے لگاتی۔

اور جو اسی اثنا میں کہیں پورن آجاتا تو بس بھونچال کا مزہ آجاتا۔ وہ آتے ہی نرمل کے اچھو لگوا دیتا اور شبیلہ کی توند میں انگلیاں ٹھیلتا اور بھیّا کے موٹے موٹے گال اتنے مسلتا کہ خون جھلک آتا۔

"ہٹ وہاں سے آیا بڑے"۔ وہ بھابی چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے پورن کو دھکیلتی "میرے بچے کے گال لال ہوگئے"۔ مگر پورن اُسے اور بھینچتا اور وہ ہنستا۔" دیکھ لو بھابی ہنس رہا ہے"۔

"ہے نا بے حیا!"

"ہاں بالکل اپنی ماں کی طرح"۔ پورن اُسے ہوا میں اُچھالتا۔ اور ساتھ ساتھ بھابی کا جی اُچھلتا۔

"ہائے پورن ...... پورن میرا بچہ ....." وہ سانس روک لیتی اور جب پورن اُسے لٹکا کر اُس کا منہ دکھاتا تو بھیّا ہنستا ہی ہوتا اور اگر آشا کوئی چیز لے کر آتی یا کوئی کام کرتی ہوتی تو پورن کہہ اٹھتا۔

"بھابی آشا اپنی نوکر تو نہیں وہ کام کیوں کرتی ہے"۔

"کام کیا ہم نہیں کرتے ؟"

"بڑا کام کرتی ہو۔ بچوں کو پیٹنا اور اس کے سوا تمہارے لئے کیا کام ہے۔ مگر آشا کوئی نوکر ہے۔"

"کام کرنے سے کوئی نوکر نہیں ہوا جاتا۔ اور پھر آشا کو بیاہ کر جانا ہے وہاں کیا نوکر لگے ہوں گے۔ غریب گھر کی لڑکی۔"

"کیوں غریب گھر کی لڑکی سے کیا ہوتا ہے۔ وہ غریب گھر کیوں بیاہ کر جائے گی۔"

"غریب گھر نہیں بیاہ کر جائے گی تو پورن سنگھ جی تم کہیں سے اُس کے لئے شہزادہ ڈھونڈ لانا۔" وہ ایسے زور سے کہتی کہ سب ہی تو سن لیں۔ اور پورن ڈر جاتا۔

"میں یہ تھوڑی کہتا ہوں بھابی۔ تم چیخنے لگتی ہو، نہ جانے تمہارا گلا کیوں اتنا چوڑا ہے" پورن نیچی آواز سے کہتا اور بھابی کا بدلہ بھیّا غریب کے گالوں اور رشیدہ کی تو ند سے لیتا۔

■

چھوٹے بھیّا

بڑی بوڑھیاں کہتی ہیں تتنیا مرچیں زیادہ کھاؤ تو پیٹ میں جو بچہ ہوتا ہے۔ وہ بالکل تیز مرچ پیدا ہوتا ہے۔ جب پورن پیدا ہونے کو تھا تو شاید بڑی بہو جی نے مرچیں چابی تھیں۔ بس اُسے تو کسی کل قرار ہی نہیں تھا۔ جب تک کالج میں رہا خیر۔ بس چھٹیوں میں میں طوفان آتا تھا۔ مگر اب تو وہ دو سال سے گھر پر ہی کسی مقابلہ کے امتحان کی تیاری کر رہا تھا۔ یہ خبط بھلے چنگے کو نہ جانے کہاں سے ہو گیا تھا۔ گھر کی جائیداد اتنی تھی کہ بیٹھ کر سات پیڑھیاں مزے سے کھائیں۔ مگر کالجوں میں لڑکوں کے دماغ گاؤں سے گھبرا جاتے ہیں۔ دراصل قصور اپنے گاؤں کا ہے۔ وہاں ہے ہی کیا سوائے مال گزاری کے جس میں کسی کا دل لگے بیوقوف گدھوں سے بدتر انسان، میلے بدہنگم، ٹوٹے ٹیڑھے جھونپڑے، سڑاندی، پگڈنڈیاں، گندے نالے اور اُپلے کی بھیانک قطاریں، نیم مردہ مویشی اور ملگجے بچے۔ بھلا کیا دل لگے۔

"ہاں تو پورن کی بوٹی بوٹی بے کل تھی۔ سارا دن بھابی سے الجھنا، بچوں کو چھیڑنا

چھوکریوں سے مذاق کرتا۔ اور چپکے چپکے بڑے بھیّا پر حملے کسا کرتا۔

"بھابی سنتے ہیں کہ بھائی صاحب جب دنیا میں تشریف لا رہے تھے تو کالی بلّی راستہ کاٹ گئی۔ بس دیکھ لو..."

ہُوں.... نہیں تو تمہاری طرح.... ہاتھ ہی ٹوٹیں گے، میری بچی کا پیٹ کیا پتھر کا بنا ہوا ہے کہ صبح سے چٹکیاں لے رہے ہو۔"

تمہیں تو اپنے بچوں کی پڑی رہتی ہے۔ بچوں کے باپ کی نہیں بھئی بچے کون منع کرتا ہے۔ ہر سال مگر پتی مہاراج صبح سے پڑے کھاتا ٹٹول رہے ہیں... بھابی میں کہتا ہوں کبھی تو ہنستے ہی ہوں گے۔ بھائی صاحب کبھی اکیلے میں تو..."

ایسی جوتی ماروں گی پاجی.... " اکیلے میں ہنسنے کے خیال سے ہی بھابی لال پڑ جاتی۔

بڑے بھائی ہی نہیں کیا وہ نوکروں کو چھوڑ دیتا تھا، چمکی کو تو باقاعدہ چٹکیاں لگاتا شیو کرتے میں صابن اُس کے منہ پر مل دیتا۔ اس کی چٹیا پائے سے باندھ دیتا۔ وہ تو خیر جوان چھوکری تھی اور کھل بھی جاتی تھی چھیڑ چھاڑ سے۔ مگر بھولا کی تائی کا اور اس کا بھلا کیا جوڑ تھا۔ وہ غریب ٹوٹے پھوٹے کاٹ کباڑ کی طرح کونے میں پڑی رہتی تھی۔ ڈھنگ سے سوجھتا بھی نہ تھا۔ جاڑوں میں خبر پُرانا سوئٹر یا کوٹ پہن لیتی ہو گی۔ مگر چلچلاتی گرمی میں تو اسے کرتے سے پھانس لگتی تھی۔ دالان میں دھوپ بھی آجاتی تھی۔ اور کوٹھری میں گھمس بلا کی اس لئے وہ ٹوٹا ہوا پنکھا لئے دالان میں ہی اونگھا کرتی۔ پورن اُس کے پاس جا بیٹھتا۔

"اے بھولا کی تائی میں کہتا ہوں یہ جوانی کیوں خاک میں ملا رہی ہو۔"

"میں کتنا کہتا ہوں تم سے کہ..." بھئی ابھی عمر کیا ہے۔"

"ارے ہٹ اِدھر میں کہوں ۔۔۔"

"یہی تو تمہاری نٹھورائی مجھے پسند نہیں ۔۔۔ میں کہتا ہوں ۔"

"کیا کہتا ہے ؟" بھولا کی تائی کی آواز بڈھے مردوے جیسی تھی :

"اے یہی کہتا ہوں ۔۔۔ کہ ۔۔۔۔ کہ تم کرتا کیوں نہیں پہنتی ہو ۔ تمام ۔"

وہ کوئی قابل اعتراض بات نہ پاکر یہی کہتا ۔

بڑھیا ڈھٹائی سے ڈٹی رہتی ، پر جوان چھوکریاں یہ سُن کر شرم سے گڑ جائیں ۔ بھابی بھی بات ٹالنے کو دوسری طرف متوجہ ہو جاتی جیسے اُس نے سنا ہی نہیں ۔

"ارے کیا پہنوں اب ۔۔۔ ، بڑھیا فلسفہ چھانٹتی ۔

"کیوں نہیں پہنو ۔۔۔ کہو تو میں لا دوں دو چار پولکے ۔"

"چل پولکوں کے سگے ۔۔۔" بڑھیا کی بدمزاجی کم نہ ہوتی ۔

"کتنا کہتا ہوں بھولا کی تائی کہ مہندی لگایا کرو ، سرمہ ، کاجل" چھوکریاں ہنستیں اور بھولا کی تائی موٹی موٹی گالیاں بڑبڑاتی ۔

"یہ تو چڑیلیں تم سے جلتی ہیں ۔۔۔ بھولا کی تائی ۔" اور وہ آہستہ آہستہ اس کے پاس کھسکتا ۔

"ارے کیوں مجھ پر چڑھا چلا آئے ہے ۔۔ اُدھر ہٹ بیٹا ۔"

"مجھے بیٹا کہتی ہو ؟" پورن سنجیدگی سے بُرا مانتا ۔

"ہاں بھیا ذرا گرمی ہے اُدھر بیٹھ ۔"

ارے بھیّا کہتی ہو مجھے ؟" پورن اور بھی بگڑتا ۔

"بیٹا نہ کہوں بھیا نہ کہوں تو کیا خصم کہوں تجھے ؟"

اور بڑھیا پھر موٹی موٹی مغلظات سنائی۔

"میں تو کہتا ہوں پھیرے کرالو مجھ سے ... کیا ہوگی تمہاری عمر؟"

"ارے کیوں شامت آئی ہے تیری .... حرامی" بڑھیا بھرائی ہوئی۔

"بھولا کی تائی جب گالیاں دیتی ہو تو بس جی چاہتا ہے کہ منہ چوم لے واہ .... واہ"۔

اور پھر گالیوں کو غیر موثر پاکر بھولا کی تائی مارنے پر تل جاتی۔ لونڈیاں باندیاں لپیٹے میں آجاتیں اور وہ ان سب کو ننگی ننگی باتیں کہتی یہاں تک کہ پورن بھی جھینپ کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ بڑھیا بڑی بہو جی کے پاس فریاد لے کر جاتی۔ تو چھوٹی بہو الٹا چھیڑنے لگتی۔

"اے بھولا کی تائی کرلو نا۔ ایسا کیا برا ہے لڑکا"

مگر بھولا کی تائی کچھ ایسی باتیں کہتی کہ چھوٹی بہو سننے سے پہلے ہی دوسرے کمرے میں چلی جاتی۔

چمکی

چمکی اُسی گاؤں کی تھی جہاں آشا کی نانی مری تھی، اُسے سب چمکی اس لئے کہتے تھے کہ گاؤں کی ہر تیسری لڑکی کا نام لوگ چمکی ہی رکھتے ہیں آپ کافی کھتری بھجنگا لڑکی کو دیکھ کر یہی سوچیں گے کہ اس کا نام ضرور کلّو یا دھو وغیرہ ہو گا لیکن وہ چمکی نکلے گی۔ مگر چمکی تھی بھی چمکی۔ اس کی آنکھیں چمکتی تھیں گال چمکتے تھے اور بال تو لوہے کے پالش کئے تاروں کی طرح چمکتے تھے اس کی کمر بھی چمکتی تھی اور ہاتھ بھی چمکا کرتے۔ جب وہ ناچتی تو تارے سے ناچنے لگتے۔ آواز بھی اونچی اور تیلی تھی۔ آشا اور منی جیسی کمزور اور شرمیلی نہ تھی کہ سنو تو جی چاہے سو جاؤ۔ اس کی آواز پر تو سوتے سپنے جاگ پڑتے تھے۔ جب باہر جاتی تو دربان چپراسی اور اردلی سب گنگنا اٹھتے اور دھوبی تک کے بازوؤں میں بل آجاتا اور آواز اونچی ہو جاتی۔ مگر وہ باہر نکلتی تو چتونیں چڑھی ناک پھڑکتی اور ہونٹ سکڑے، وہ پیسے کے چار چار بھی نہیں پوچھتی تھی۔ یہاں تک کہ منشی جی جو خاصہ ایف۔ اے پاس تھے جب گھومی گھومی آنکھوں سے اُسے دیکھتے تو وہ ایک جھٹکے کے ساتھ مڑ جاتی، ہاں پورن کے گھولنے

کھا کر جب اس کی کمر میں میٹھا میٹھا درد اٹھتا وہ کھل جاتی، وہ تھا بھی نوکنتا بے ڈھنگا ہیرا لتو اُس کا کام کرہی نہ سکتا۔ سارے توکپڑے جڑ جاتے اور پھر بھلا نوکر، کون اُس کی چیزیں سنبھال سکتا تھا۔ ایک کپڑا نکالنا ہو تو وہ ساری الماری اولیج کر پھینک دیتا ایک جوتا پہنتا اور چار اٹھا کر دور پٹختا۔ اور کتابیں تو تاش کے پتوں کی طرح پھینٹ کر رکھ دیتا۔ آئینہ کی میز پر جیسے کوئی غسل کر رہا ہو۔ سب بھیگا ہوا اور جگہ جگہ صابن۔ پھر اگر چمکی صاف کرتی تو الٹی چٹکیاں اور گھونسے انعام میں ملتے۔

وہ صبح ہی صبح ایک مشغول داروغہ کی طرح اس کے کمرے کا انتظام شروع کر دیتی۔ اور بلا سے کوئی کام ہو یا نہ ہو آشا کہاری کا ہاتھ بٹانے کو بیٹھی پوریاں پیلا کرتی اور وہ تازے تازے پھول گلدانوں میں لگا کر پورن کا کمرہ گلزار کر دیتی۔

پہلے تو یہ چھوکریاں انجن گاڑی کے آگے آکر لیٹ جاتی ہیں۔ اور پھر جب کچل جاتی ہیں تو ہائے توبہ مچاتی ہیں۔ بدنامی بے عزتی اور دینا لٹنے کی دھمکیاں لے بیٹھتی ہیں اور اپنا عیب غریب سماج کے سر تھوپتی ہیں خدا کی شان ہے پھر بھی دنیا ان کے ساتھ ماتم میں شریک ہو جاتی ہے۔ تو چمکی بھی جان جان کر انجن کے آگے پسر جاتی تھی۔ وہ تو انجن ہی کچھ بے آگ پانی کا تھا کہ یوں سیٹیاں دیتا دھواں اڑاتا پٹری بدل کر نکل جاتا تھا پورن کا لاڈ گھونسے چٹکی سے آگے نہیں تھا۔ خیر جو گرجتے ہیں کبھی نہ کبھی برس ہی رہتے ہیں۔ دوسری نوکرانیوں کو اس کا یہ ڈہلانا ایک آنکھ نہ بھاتا جلے کٹے جملے چلتے رہتے۔

"چوہیا سے بلی بھی تو کھیلتی ہے۔ چوہیا اینٹھ جاتی ہے کہ وہ اس سے لاڈ کر رہی ہے۔"

للا کا دماغ بڑا فلسفیانہ تھا۔ اور تھی بھی چھ بچوں کی ماں۔

"اری گھس گھس کے جاتی ہے۔ یاد ہی کرے گی۔ راجہ لوگوں کے بیٹے کا کیا ٹھکانا" بھولا کی تائی چمکی کی رقیب تو نہ تھی۔

آشا سنتی تو کچھ نہ تھی پر وہ پورن سے ویسے ہی ڈرتی تھی اُسے یاد تھا کہ ایک دن جب وہ شیلہ کی فراک پر مشین چلا رہی تھی تو پورن آن جما لگا باتیں بنانے۔

"ہر وقت کا کام میں کہتا ہوں آشا ذرا میرا بھی کوئی کام کردو۔"

"کیا کام ہے آپ کا؟" آشا مشین پر جھک گئی۔

"میرے کام ہزاروں! یہی کہ میرے سب بٹن دھوبن توڑ لاتی ہے گریبان چاک پھرتا ہوں۔"

"کون سا بٹن ٹوٹا ہے۔ سارے تو ٹانک دئے۔" چمکی بگڑی۔

"تجھ سے کون کہہ رہا ہے؟... میں تو کہتا ہوں آج تک تم نے آشا میرا بھی کوئی کام کیا۔ اور تم اتنا کام بھی کیوں کرو، کوئی کسی کی نوکر ہو۔"

"سب ہی کام کرتے ہیں، مفت کی روٹیاں کون توڑتا ہے۔" چمکی چاہتی تھی کوئی اس کی بھی سُنے مگر پورن آشا کے پاس ہی کھڑا رہا۔

"اتنا کام کرتی ہے۔ اتنی دُبلی پتلی لڑکی... میں ماتا جی سے کہوں گا۔ اتنا کام تو نہ لیں... اور..."

"نہیں... میں... مجھے کام کرنا اچھا لگتا ہے۔"

"کچھ نہیں اور کوئی کیوں نہیں کرتا۔ یہ چمکی اتنی بھینس کی بھینس ہو رہی ہے۔ یہ کیوں نہیں سیتی۔" حالانکہ چمکی برابر بھابی جی کی ساڑھی ٹانک رہی تھی آشا اس کی بھڑکی ہوئی آنکھیں دیکھ کر کانپ گئی۔

"بس جی ہٹاؤ سینا ۔۔۔" پورن نے کپڑا کھینچا۔

"جی نہیں" آشا کا جی چاہا کہ مشین میں گھس جائے۔

"میں کہتا ہوں مت سیونا۔"

"شیلہ کہیں باہر جا رہی ہے۔ جلدی ہے۔"

"کچھ جلدی نہیں ۔۔۔"

"اچھا تو لو سیو ۔۔۔" اور پورن نے مشین کی سوئی کے آگے انگلی رکھ دی

"اونھ یہ قینچی ماری بیٹی" چمکی نے زور سے قینچی پٹخی، آشا اچھل پڑی اور چمکی دروازہ دھڑ دھڑاتی چلدی۔

"یہ چڑیل کیوں غصہ ہوتی ہے۔ آشا تمہارے قینچی لگی تو نہیں۔ میں ابھی ٹھیک کرتا ہوں بھتنی کو ۔۔۔"

"چھوٹے بھیا اگر آپ یونہی ہمارے سر پر سوار رہے تو ہم سے کام ہو چکا" لتا چمکی کی شکست سے دل ہی میں کھلی جا رہی تھی۔

"اری لتا بڑی بد مزاج ہے۔ تو کیوں چڑتی ہے۔ تجھ سے تو میں بول بھی نہیں رہا۔"

"بس بس بھیا ہم سے یہ ۔۔۔ واہ کوئی بات ہے۔ جاتے ہو کہ ۔۔۔"

"اگر تم بجائے یہاں چھوکریوں کے ساتھ وقت گنوانے کے باہر آن بیٹھتے تو کیا اچھا ہوتا" بھیا دروازے میں کھڑے تھے، پورن کھسیانہ ہو کر سگریٹ بجھانے لگا۔

"دو گھنٹے سے سیٹھ ٹیکا رام بیٹھے دماغ چاٹا کئے ۔۔۔ کچھ کام نہ کرنے دیا۔ تم ہوتے تو ذرا میں دفتر چلا جاتا۔"

"بھیا میرے سر میں تو اتنی طاقت ہے نہیں کہ ٹیکا رام جی کی بکواس برداشت

کروں۔" پورن منہ بنانے لگا۔

"کچھ بھی ہو۔ بہر حال تم باہر جاکر بیٹھو۔"

"اچھا ہوا ڈانٹ پڑی۔ اب ٹھیک ہوئے۔" لتا مسکرائی، دروازے پر چمکی سے ٹکر ہوئی۔ وہ بھنائی ہوئی نکلی۔ پورن نے چٹکی بھری۔ پسلی میں.... سارا میل ڈھل گیا چمکی چمک رہی تھی۔ غصّہ سے نہیں۔

■

پھول

کھانے کا کمرہ... بر آمدہ، بھابی جی... بڑے بھیّا اور... ہم، آشا نے گلدان گنتے گنتے چونک کر پیچھے دیکھا۔ پورن دیا سلائی چبا رہے تھے۔

"میرے کمرے میں تو پھول بھی نہیں لگائے جاتے۔"

"لگاتی تو ہے چمکی...."

"پھر وہی چمکی۔ چمکی لگاتی ہے تو کیا۔ سارے گھر میں تو پھول لگائے جائیں۔ اور ہمارے کمرے میں نہیں۔ آج شکایت کروں گا۔"

"تو لگا دوں گی آپ کے کمرے میں بھی..." اور وہ بچے ہوئے پھولوں میں سے چننے لگی۔

"جی نہیں۔ یہ مرے ہوئے سفید پھول نہیں۔ جیسے کسی مُردے پر ڈالے جا رہے ہوں، یہ لگایئے سُرخ والے۔" تو پھر آشا نے وہی لال لال پھول پورن کے یہاں لگا دئے مگر اس کا دل دھکڑ پکڑ کرتا رہا۔ جیسے وہ چوری کر رہی ہو۔ اس نے کبھی اشد

ضروری کام کے بغیر پورن کے کمرے میں قدم نہ رکھا تھا۔ اور جو جمکی آجائے تو:

اور کھانے کے وقت پورن نے آہستہ سے اُسے پھول لگانے کے شکریہ میں نمستے کیا! وہ جلدی سے تھالی لے کر بھاگ آئی۔ جب دوپہر کو وہ برآمدے کے پاس سے ہو کر اپنے کمرے میں جانے لگی تو جیسے کسی نے اُسے ٹھوکر ماردی، لال لال پھول موری کے پاس بکھرے پڑے تھے تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اپنی کوٹھری میں چلی گئی۔

"یہی سزا ہے تیری گستاخی کی۔!" وہ زمین پر لیٹی لیٹی اپنے جی میں کوستی رہی جیسے کوئی بڑا واقعہ ہو گیا۔ شرم، خود سے نفرت اور نہ جانے کیا خیالات اُس کے پریشان دماغ میں گھومنے لگے۔ مُرجھا بھی تو گئے۔ نہ جانے کب سے پڑے ہوں گے۔ بچارے کُچل بھی تو گئے۔ وہ سوچا کی۔ ایک مخصوص سیٹی کی آواز پر وہ چونک پڑی، ویسے تو اُسے کام میں اتنی فرصت نہ ہوتی تھی کہ کچھ دیکھے، اور دیکھا بھی کب جاتا تھا۔ مگر اکیلی کوٹھری میں جہاں کوئی نہ جان سکے وہ درز میں سے زمین پر لیٹ کر دیکھتی تھی۔ وہ شریر مسکراتا ہوا چہرہ غور سے دیکھنے میں کیسا ہے۔ دن میں ہزار مرتبہ بھی دیکھ کر وہ اس کی ایک ایک ادا نہ یاد کر سکی تھی، بات یہ تھی وہ دیکھتی ہی نہ تھی۔

چپلوں میں بڑے بڑے سفید پیر اور دھاری دار پاجامہ کا کچھ حصّہ آکر پھولوں کے پاس ٹھٹک گیا۔۔۔۔ جیسے ٹھوکر لگی۔ آشا نے سانس روک لی۔ دو ہاتھ جھکے اور بکھرے ہوئے پھولوں کو سمیٹ لیا۔ آشا نے آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ زمین سے چمٹ گئی؛ جی چاہتا تھا، اُسی زمین میں ڈوب جائے،! اُسی نے تو یہ لال لال پھول چنے تھے۔

"یہ کس نے تازہ پھول پھینک دیئے۔ مفت کا باغ ہے نا۔" آواز آئی اور

چپلیں برآمدے میں چلی گئیں۔

آشا دیر تک ماتھا ٹیکے زمین پر لیٹی رہی۔ اسی زمین نے تو پھول کھلائے ہیں لال لال!

جب وہ شام کو چھوٹے منے کی گاڑی پکڑے لوٹ رہی تھی تو پورن نے آکر بچے کو پیار کرنا شروع کیا۔

"ارے منے تیرے گال تو جی چاہتا ہے کھا جاؤں۔ اور تو کتنا نٹ کھٹ ہے۔ منے تو بڑا اچھا بنا رہتا ہے۔ پر میں خوب جانتا ہوں، ہے تو بہت خراب، ہر وقت کام کام۔ تجھے تو ہر وقت کام رہتا ہے، بھگوان کرے یہ کام تو دنیا ہی سے مٹ جائے۔ یہ نہیں کہ تو کبھی کسی سے بات بھی کرے۔" آشا چپکی کھڑی ہینڈل گھماتی رہی۔ "بات یہ ہے کہ تو سمجھتا ہے ہم بڑے ہیں۔ ہوّا ہیں، تجھے کھا جائیں گے۔"

پورن نے سر اوپر اٹھا کر دیکھا۔ آشا اس کی آنکھیں دیکھ کر ڈر گئی۔ "تم سمجھتے ہو کہ ہم شیر ہیں۔۔۔ پھاڑ کھاتے ہیں۔" اب وہ براہ راست آشا ہی سے کہہ رہا تھا، مگر خطاب منے ہی سے تھا۔ "اور کیا عجب اگر بول دو تو ابھی کھا ہی لیں۔۔۔" آشا کی پریشانی سے اُسے شاید رحم آگیا اور پھر جھک گیا۔

"جائیے تشریف لے جائیے۔" آشا گاڑی بڑھاتی چلی آئی۔

جب وہ ان لال پھولوں کی کیاری کے پاس سے گزری تو سارے پھول آہستہ آہستہ مسکرا رہے تھے۔ آنکھیں بند کئے مسکرا رہے تھے۔

ہولی

موسم بھی انسان سے کھلونے کی طرح کھیلتا ہے۔ گرمیوں میں جی چاہتا ہے برف کے سمندر میں کود پڑیں اور کوئی بولے تو منہ پر ماریں گھس گھس گرمی، ہلکا ہلکا درد، پنکھا نہیں تو معلوم ہو کوئی اُبال رہا ہے، ہولے ہولے، پنکھا چلاؤ تو سر گھوم جائے توبہ! اور جاڑا سستی نیند ٹھنڈ ٹھنڈ، ہر چیز ٹھنڈی، دل بھی ٹھنڈا، بسنت آئی اور کلہ پھولے سوئی چیزیں کلبلائیں، بے بات رگ رگ میں شرارت نے چلبلاپن شروع کیا۔ بے چینی نے گدگدانا شروع کیا۔ اور ہولی پر پھٹ پڑا پہاڑ، اگر ہولی نہ آئے تو یہ دل دیوانہ ہو کر چھاتی توڑ کر نکل بھاگے، تھما دریا کتنی دیر تھمے، اور پھر جب بند میں دم بھی ہو۔ مگر بند باندھیں ہی کیوں، ہولی کے دن تو آتش بھی جھوم نکلی . . . بھابی کی تو خیر صبح سے حد گت ہی تھی رنگ کی ڈلی بنی ہوئی تھی تین دھوتیاں بدل چکی تھی۔ اور پھر بھی کھال تک میں رنگ اتر گیا تھا یہ گلال میں کیا تاثیر ہوتی ہے۔ کیا کوئی کیمیاوی جزو ایسا بھی ہوتا ہے جو شراب کا اثر رکھتا ہے۔ جتنا ملو اتنا ہی انسان پر بھوت سوار ہو جاتا ہے۔

آج تو بڑے بھیّا بھی نہ بچے تھے، بھابی کے بعد آشا نے اُن ہی کی گت بنائی بھر بھر بالٹی وہ اُن ہی پر ڈالتی تھی اور گلال بھی تھوپا۔ اور خود کیا پھرتی سے سانپ کی طرح پھسل جاتی اور اُدھر پورن نے میدانِ حشر برپا کر رکھا تھا جب بھابی اوندھی لیٹ گئی تو وہ بھولا کی تائی پر پھیل پڑا۔

"ارے سنڈے میرا نیرا کیا میں ۔۔۔" وہ مردانہ آواز میں غرائی' ارے بھولا کی تائی کے سوا کس سے ہو سکتا ہے، دیکھو گئے جہنم میں تم ضرور میری تھیں جبھی تو۔"

جھلسے ہوئے بالوں میں ابرق اور گلال نے گلزار کھلا دیئے اور پھر بھولا کی تائی کی پُر معنی اور دقیق گالیاں! ۔۔۔

ارے پورن ذرا اسے آشا کو لے ۔۔۔" بڑے بھیّا اپنا پیچھا چھڑانے کو بولے اب اُسے بھگتو تو جانوں۔ ڈال۔ ارے ڈال۔"

لوگ چاروں طرف سے آشا کو شہ دینے لگے اور وہ سٹ ہٹائی پورن پورے جلال سے بڑھتا آرہا تھا۔

پانی تو اُس نے گلاس بھر کر ڈال دیا گلال کا ہاتھ رک گیا اس کے منہ پر رنگ نہ ہوتا تو کوئی دیکھتا کہکشاں کی بہار۔

پورن کیوں چوکتا ۔۔۔۔ اُس نے تو اُسے بیدم کر دیا، کیچڑ پھسلن ناک منہ آنکھوں میں رنگ کی بدلیاں چھائی ہوئی اور آشا کا گھبرایا ہوا دل پیر جو پھسلا تو برآمدے سے نیچے۔

"مار ڈالے گا ۔۔ پورن کے بچے ۔۔۔" بھابی چیل کی طرح جھپٹی۔

"دیکھو تو کیسا سوجا ہے" بھابی پیار سے آشا کا پیر سینکتی جاتی تھی۔ اور پورن کو

صلواتیں سنا رہی تھی۔ "آپے میں تھوڑی رہنا ہے۔"

"ارے بھابی اب چھوڑو بھی۔۔۔" پورن آکر پاس ہی بیٹھ گیا اور روٹی سینک سینک کر بھابی کو دینے لگا۔

"شرم نہیں آتی۔ یہ نہیں دیکھتے۔۔۔ دیو کے دیو اور یہ ذرا سی چھوکری۔"

مہیش سے کھیلتا تب بتاتا وہ تجھے۔۔۔" بھابی اپنے بھیّا مہیش کو بس جانے کیا سمجھتی ہے۔

"مگر بھابی کوئی لڑکوں سے بھی ہولی کھیلتا ہوگا۔ مہیش سے کیوں کھیلتا۔"

"تو پھر تجھے اس کمزور ننھی پر ہی بس چلانا آتا ہے۔"

"میں بتاؤں بھابی۔" بھابی غور سے سننے لگی۔ "یہ کرو کہ ایک چھری لو اور گردن پر چلا دو۔۔۔ سمجھیں۔"

ہائے رام!۔۔۔ مگر۔۔۔"

ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ ن۔۔۔" کوئی رویا اور بھابی جھپٹی۔۔۔ پورن روئی سیکتا رہا "خوب ڈانٹ پڑوانے کی ترکیب نکالی۔۔۔" وہ روئی آشا کے پیر پر رکھنے لگا۔ آشا نے روئی لینی چاہی۔

"میں سینک دوں۔۔۔ پھر بھابی سے ڈانٹ ڈلواؤ گی۔"

مگر آشا نے دونوں ہاتھوں سے پیر چھپا لیا۔ "اب اچھا ہو گیا۔"

"خوب اتنی جلدی اچھا بھی ہو گیا؟"

"ہاں۔" آشا نے جلدی سے فیصلہ کیا۔

"میں کہتا ہوں۔۔۔ بھئی!۔۔۔" وہ لاچار ہو گیا۔

"دیکھو پھر بھی میں کہہ دوں گا بھابی سے۔۔۔" وہ ڈرانے لگا۔

"کیا کہہ دیں گے؟" آشا پریشان ہو گئی۔۔۔ کتنے بہت سے چور تھے۔ اُس کے دل میں!

"یہی میں کہہ دوں گا۔۔۔ فوراً کہہ دوں گا۔۔۔" آشا ڈر کر تعجب سے اُس کا چہرہ تکنے لگی۔۔۔۔ "ہاں اب ٹھیک ہے۔" وہ اس کا پیر سینکنے لگا۔

"دیکھو۔۔۔ بات یہ ہوئی۔۔۔۔ یہ بات ہوئی۔" وہ آشا کو باتوں میں لگا رہا تھا ۔۔۔ آشا سانس روکے ایسے سُن رہی تھی گویا اب اُس نے کوئی اہم راز کھولا اور اب کھولا۔

"سنو میں یہ کہہ دوں گا۔ میرا مطلب ہے اگر تم پیر ٹھیک سے نہ سینکو اتیں تب۔۔۔ کہہ دوں گا"

"کیا؟" آشا نے سراپا انتظار ہو کر کہا۔

"یہ کہہ دوں گا" اور آشا گھبرا کر انگلیوں سے پیر ملنے لگی۔ چوٹ کیسی دُکھتی ہوئی چوٹ تھی۔ نفرت؟ نفرت تو آشا نے کسی سے کرنا سیکھی ہی نہ تھی اور پورن سے وہ، نفرت!

▬

آنکھ مچولی

پورن ایسا بچّہ تو نہ تھا جتنا بقول بھابی نیتا تھا۔ اُسے لاڈ میں ہمیشہ بچّہ ہی سمجھا گیا اور پھر چلبلا پن طبیعت کا بچّہ بنائے رکھتا تھا۔ جہاں اُسے موقعہ ملا اور نوکروں کے اور گھر کے بچّوں کے ساتھ مل کر اودھم مچانا شروع کر دی۔ میلے سڑے بچّے ننگے پیر کرسیوں گدّوں پر چڑھ جاتے وہ اودھم مچتا کہ بھابی کا سر گھوم جاتا اور ڈنڈا لے کر سارے بچوں پر پل پڑتی۔

دو روز بعد کملا جی اپنے میکے آ رہی تھیں۔ بھابی نند کی خاطر سارا گھر جھاڑے پھینک رہی تھی۔ کئی دن سے پورن کے لئے تو گھر مصیبت ہو گیا تھا۔ جدھر دیکھو جھاڑ پونچھ، دم الٹ گیا، اُس کے خود کے کمرے پر بھابی کا راج تھا۔ نند کے ساتھ نندوئی بھی آرہے تھے اور ماتا جی کا گھبراہٹ کے مارے بُرا حال تھا۔ بڑے جاگیر دار تھے۔ اور پھر سمدھیانہ، کیا عجب اور سمدھیانہ بڑھ جاتے، کملا کی چھوٹی نند شانتا کنواری تھی اور پورن اب جوان ہو گیا تھا۔

پورن بچوں کے ساتھ نہ جانے کس وقت ڈرائنگ روم میں گھس آیا اور شروع ہو گئی آنکھ مچولی۔ جب آشا شامتِ اعمال کمرہ درست کرنے آئی تو عذر برپا تھا۔

باہر جا ہیئے... کمرہ صاف ہو گا۔" اُس نے کاروباری لہجہ میں کہا۔

"اب یہ بھی کمرہ صاف ہونے لگا۔"

"جی نہیں... نہیں ہو گا۔ سارے کمرے صاف ہی ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ واہ... ہم یہاں کھیل رہے ہیں۔ آؤ تم بھی کھیلو آشا۔"

"ہاں.... ہاں..." بچے چپٹ گئے۔

"ہاں بھئی یہ بھی کھیلیں گی۔ دائی بنیں گی۔"

"نہیں..... میں کھیلی.... نہیں بھئی میں نہیں۔" مگر پورن نے اُسے پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا... "ہاں بھئی اب شروع کرو۔ ہم چور۔" اور وہ زمین پر پھسکڑا مار کر بیٹھ گیا۔

"تو بھئی ایمان داری سے آنکھیں میچو۔" اس نے آشا کے گھٹنے پر ماتھا ٹیک دیا۔

"جی نہیں"۔ بھابی نے کہا ہے۔

"کچھ نہیں کہا ہے... ہاں میچو... جلدی جلدی۔" اور وہ اس کی ساڑھی کے آنچل سے اپنی آنکھیں باندھنے لگا۔

"بھئی چاچا بے ایمانی کی نہیں..." نرمل بیوپاری کا بیٹا منھانا۔

اُرے یہ تمہاری آشا جی بے ایمانی کر رہی ہیں۔ دیکھو ایمانداری سے میچو....

یوں..... ایسے ہاں۔" آشا کے دونوں ہاتھ پورن نے اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ آشا کے حواس غائب اکھڑی اکھڑی بھاگنے پر تیار مگر بچے چھپ گئے اور کھیل شروع بھی ہو گیا۔

"دیکھو بھئی بے ایمانی ہے۔" آشا نے ہاتھ چھڑانا چاہا۔

"ہاں کھا جاتا ہوں ہیں ... آخر تم مجھ سے اتنا ڈرتی کیوں ہو۔ تمہارا ڈر نکال کر چھوڑوں گا۔ سمجھیں آشا دیوی سنو میں نے تمہیں کبھی دکھ پہونچایا ہے جو تم مجھے دیکھتے ہی گھبرا جاتی ہو۔ آشا آخر کیوں، بھیا سے خوب بولتی ہو۔ بھابی سے گھل گھل کر باتیں ہوتی ہیں۔ بھولا کی نانی تک سے ہنس ہنس کر دوستی کی جاتی ہے۔ ایک میں ہی ہوں ... بولو ..." وہ آنکھیں کھولے آنکھ مچولی کے قوانین توڑ رہا تھا۔ مگر آشا کی بُری حالت تھی۔

"چھوٹے بھیا ... دیکھئے ... اچھا میں پھر کمرہ صاف کر لوں گی آپ کھیل لیجئے۔"

"میں کھیل رہا ہوں ..." پورن کی آنکھیں بڑے بھیا سے صاف زیادہ سنجیدہ تھیں ... تمہیں میں ہر وقت کھیلتا ہی نظر آتا ہوں ... یہ سب کھیل ہے زندگی میری زندگی ... میری تمام باتیں ... یہ سب کھیل ہیں، تم اسے کھیل سمجھتی ہو آشا؟"

"میں تم سے کھیل رہا ہوں، تمہیں کیسے یقین دلاؤں آشا۔"

"چھوٹے!" کوئی بچہ پکارا۔

"کہ یہ کھیل ... میں کھیل نہیں رہا ہوں آشا، سنو، میں، میں۔" وہ پریشان ہو کر اپنے ہونٹ چبانے لگا۔

"ارے بھئی چھوٹے!!" ذرا بے چین ہو کر نرمل بولا۔ صوفے کے نیچے جھکے جھکے اُس کی گردن دُکھ گئی تھی۔

"تم ... اسے کھیل نہ سمجھو! پرماتما کے لئے۔ کوئی میں بچہ ہوں سنو آشا تم اگر مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ تو ٹھیک بات ہے۔ بالکل ٹھیک اب میں سمجھ گیا تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔" آشا بے کلی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اُس نے بمشکل پورن کی طرف دیکھا۔ وہ کوئی بچہ

نہ تھی بلکہ بد قسمتی سے وہ بچہ نہ تھی وہ خوب سمجھ رہی تھی ۔۔۔۔ آج سے نہیں ۔۔۔۔ نہ جانے کتنے دن سے اُس کا رواں رواں سمجھ رہا تھا۔

"بھابی آتی ہوں گی ۔" اُس کا سر ہٹانا چاہا

"چاچا ۔۔۔ بھئی چھوٹے چاچا ۔۔۔ ہم نہیں کھیلتے ۔" شیلہ بڑ بڑائی کہیں کونے میں سے ۔

"بس میری بات کا جواب دو ۔۔۔ تمہیں مجھ سے نفرت ہے ۔"

آشا کو تھوڑی دیر تک سر اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور پھر وہ اپنی آنکھیں تو اٹھاتے کانپ رہی تھی ۔ مگر اس نے ہمت کی ، نہ جانے کیسے ۔ بس سر اٹھا کر اُس نے پورن کی آنکھیں میں اپنا جواب ڈال دیا ۔ اور پھر اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں پر جھک گیا ۔

"آشا" بھابی کی آواز آئی ۔۔۔ پورن جیسے سکتے میں بیٹھا خوب پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔۔ وہ سنجیدگی جو ذرا دیر پہلے اُس کے چہرے کو نیم مردہ بنائے تھی یک لخت کافور ہو گئی ۔ ایک سیکنڈ کو وہ رکا اور پھر "چھوٹے" مسرت اور جذبات کا چشمہ سا بہہ نکلا اور بچوں میں الجھ گیا ۔ آشا جیسے کچھ بکھری ہوئی چیز سمیٹنے انگیٹھی کے پاس جھک گئی وہ ڈر کے مارے آنکھیں نیچے ہوئے جلدی جلدی قالین پر ٹٹول رہی تھی اُس کا جی چاہتا تھا زمین میں اترتی چلی جائے ۔۔۔۔ اور ٹھیک اس کے کلیجہ میں چھپ جائے

"یہ کیا ہو رہا ہے ؟" بھابی نے بمشکل چیخ پکار میں چلا کر پوچھا ۔

"آنکھ مچولی ۔۔۔۔ بھابی ! ۔۔۔" پورن نے مست شرابی کی طرح جھوم کر کہا ۔ "آؤ تم بھی کھیلو ۔"

"چولہے میں جائے آنکھ مچولی ۔ آشا یہ کمرہ صاف ہو رہا ہے ؟"

"بات یہ ہے بھابی کہ ہم آنکھ مچولی کھیل رہے تھے اور۔۔۔۔ اور آشا جی جی دائی بنی تھیں۔"

"ہاں۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔ بھابی دائی بنے گی۔" وہ بھابی کو گود میں اٹھا کر گھومنے لگا۔

"ہائے پورن۔۔۔۔۔۔ ارے پورن۔۔۔۔۔۔۔۔چھوڑ مجھے۔" بھابی کے گدگدیاں اتنی ہوئیں کہ وہ بچوں کو ڈانٹنا بھول۔۔۔۔کر اپنی جان چھڑانے لگی۔

■

دیورانی

دیور جتنا چٹپٹا لفظ ہے اتنا ہی دیورانی سوکھا سا کھا۔ جب تک دیورانی نہیں آتی بھابی ہی گھر کی رانی ہوتی ہے اور دیور جی کی دلچسپی کا مرکز۔ اِدھر آئی دیورانی اور اُدھر چلا دیور۔ اب وہ ہر بات آکر بھابی ہی کے کان میں نہیں کہتا بلکہ چپکے چپکے اپنی رانی سے بھابی کی شکائیتیں سُن سُن کر زہریلا کانٹا بنتا جاتا ہے۔ وہ بھابی جسے دیکھے بنا کھانا کڑوا لگے جسے رُلانے میں مزہ ملے اور روٹھنے پر گلے میں باہیں ڈالنے کو ملیں جب رانی آجاتی ہے تو "نمستے بھابی جی" رہ جاتی ہے۔

"بھابی تب تو دو ہو جائیں گے۔ وہ تیری گت بنائیں گے کہ یاد ہی کرے گی۔" پورن ..... شادی کے ذکر پر بولا۔

"ہُنہ دو ہو جائیں ۔۔۔ کہ چار ہو جائیں تم سدا پٹو گے اور وہ بھی۔"

اور بھابی تم اُسے مارو گی ۔۔۔ جی نہ دکھے گا تمہارا۔"

"شرارت کرے گی تو پٹے ہی گی۔

"اور وہ جو بہت بھولی بھالی ہوئی تب ہے" پورن نے آشا کو اچٹتی ہوئی نگاہ سے دیکھا جو منے کو گھاس پر لئے ذرا دور بیٹھی تھی۔

"بھگوان نہ کرے جو تیری بہو بھولی ہو۔۔۔ چبا ڈالے گا تو پھر اُسے۔"

"ارے بھابی۔۔۔ توبہ توبہ۔۔۔ کوئی میں کُتا ہوں۔ واہ کیا سمجھ لیا ہے تم لوگوں نے مجھے۔ ہے"

"بس ہم تو کوئی سندر سی ڈھونڈ رہے ہیں۔"

"ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔ واہ کب تک ڈھونڈو گی، جب بوڑھا ہو جاؤں گا تب ڈھونڈھ چکو گی۔"

"ہے تو بھئی ایک نظر میں۔۔۔ ایسی سندر ہے کہ کیا بتایئے۔"

"سچ بھابی ہے، اور میری بھی نظر میں ایک بہت سندر سی ہے۔" آشا جلدی سے مُنے کے سر کی آڑ لینے لگی۔ بہانہ ملتا تو وہ کبھی کی بھاگ گئی ہوتی۔

"بھلا کہاں ہوگی تمہاری نظر میں ہے"۔۔۔ "چل جھوٹے۔ پورن تو نے دیکھا ہے۔۔ کملا کی نند کو۔۔۔"

"کملا کی نند کو تو نہیں، ہاں، کمل دیکھا ہے۔"

وہ آشا کی آنکھیں ڈھونڈنے لگا۔ مگر وہ ایسے گھاس کو گھور رہی تھی گویا اس میں کہیں گھسنے کے لئے سوراخ تلاش کر رہی ہے۔

"کیا شانتا بھی آ رہی ہے ہے" بڑے بھیا جی بولے۔ جو ذرا ہٹ کر آرام کرسی میں لیٹے اخبار پڑھ رہے تھے۔

"نہیں آ تو نہیں رہی ہے، پر تم نے دیکھا ہے اُسے۔"

"وہاں چھوٹی سی کو دیکھا تھا۔ ایف۔ اے میں پڑھتی ہے شاید؟"

"اور کیا" بھابی منے کو سنبھالنے لگی جو آشا کے پاس سے رینگ آیا تھا۔ اور وہ کچھ کھوئی سی بھاگنے کا بہانہ ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ اُٹھنے ہی والی تھی کہ بھابی بولی۔

"آشا اُسے لے بلا کو...." آشا لینے لگی مگر منا اکڑ گیا۔ اور پورن پر چڑھ گیا۔

"دیکھو بھابی کتنا ہی مارتا ہوں۔ مگر بڑا ہی ڈھیٹ ہے، ہنستا ہی رہتا ہے۔"

"تم نے ہی کر دیا ڈھیٹ اسے۔"

"بھئی بھابی اپنی دیورانی تو تم منے کی شکل کی ڈھونڈ کر لانا۔" آج دیورانی کے ذکر میں پورن کو چاٹ کا مزہ آ رہا تھا۔

"اوہو... کیا مثال دی ہے.... اس بندر کی شکل کی۔"

"اچھا تو پھر اپنی شکل کی لانا... منی سی دُبلی پتلی.... یہ کیا بات ہے کہ بھابی تمہارے چند جیسے بھائی تو ہیں اور بہن ایک بھی نہیں۔"

بھابی اپنی ننھی سی بہن کو یاد کرنے لگی جو چیچک میں مر گئی ورنہ اس سے اچھی دیورانی کون ہو سکتی تھی۔ اور وہ اس کا ذکر کرنے لگی کہ کیسے گھٹنوں وہ چلتی تھی اور تتلاتی اور اس سے لڑتی تھی۔

"اے ہے بھابی بھلا اتنی سی توتلی بیوی کس کام کی۔"

"اوئی تو کیا وہ اب بھی توتلی ہوتی.... نرمل سے چار سال بڑی تھی خاصی بارہ تیرہ کی ہوتی۔"

"اونہہ یہ بات نہیں پسند آئی.... بھئی یہ آخر بڑے بھیا میں کیا لال جڑے ہیں کہ ان کی بیوی اتنی اچھی۔ بھیا ہر بات میں اوّل رہتے ہیں۔ دنیا میں پہلے آپ آئے

اور پہلے ہی سے اتنی اچھی بیوی جھپٹ لی۔ آخر میں کیوں پہلے نہ پیدا ہوا۔۔۔؟"

"چل پگلے۔۔۔" بھابی شرما گئی اور بڑے بھیّا بھی بیوی کی تعریف حسن سے جھینپ کر مسکرانے لگے۔ یہ پورن ہمیشہ ایسے ہی بکا کرتا تھا۔

"ارے!" پورن اپنے قلم کا دردناک حشر دیکھ کر تڑپ گیا۔ بھیّا نے نہ جانے کب اُس کی جیب سے نکال کر اُس سے زمین کھودنی شروع کی اور اب جو اس میں سیاہی نکل رہی تھی وہ مزے سے منہ بنا بنا کر پی رہا تھا۔

"اے ہے۔۔۔ جبھی میں کہوں کیسا چپکا پیٹھ کئے بیٹھا ہے۔"

"پاجی کہیں کے!" پورن نے اُس کے گال نوچے اور اس کی موٹی موٹی ٹانگیں پکڑ کر گھسیٹ لیا۔

"اے واہ چل میرے بچے کو چھوڑ۔۔۔"

"آج بھابی اُسے مار ڈالوں گا، اکیس روپے کا قلم تھا میرا۔"

"چلو تم اس کے ابا کا قلم لے لینا، اُن کے پاس دو ہیں۔"

"ہم کسی ابا وبا کا قلم نہیں لیں گے آج اُس کی بوٹیاں کروں گا۔"

پورن نے اُسے گھٹنوں پر بٹھا لیا۔۔۔ "کیوں رے شیطان" اُس شیطان نے ایک طمانچہ دیا سیاہی بھرے ہاتھ کا۔

اور بھابی ہنسی کے مارے گھاس پر اوندھی ہو گئی۔

"ہنستی کیا ہو۔۔۔ اب تم دیکھتی جاؤ میں کیا کرتا ہوں اس کے ساتھ" اُس نے بچّہ کو اٹھا کر ہوا میں اُچھالنا شروع کیا۔۔۔ اور پھر الٹا لٹکا کر ٹانگیں پکڑ کر جھلانے لگا

"ہائے پورن۔۔۔ میرا بھیّا۔۔۔ اوئی۔۔۔ اُس کی آنتیں لوٹ جائیں گی۔

...... ہائے میرا بچّہ......" بھابی رونے لگیں.... مگر منّا نیلی سیاہی میں لتھڑے ہوئے منہ سے ہنسے جا رہا تھا۔ اور جب بھابی اسے لینے لگی تو پورن کے کندھے سے لپٹ گیا۔

"بڑا اِیکّا ہے؟"

"یوں نہ مانے گا...." پورن نے اس کا کلّہ پکڑ کر کھینچا نب ذرا وہ بھابی چیخی اور رلے گئی۔

"ٹھہر جا پورن یاد رکھیو تیرے بچوں کی بھی یہی گت نہ بنائی ہو تو نام نہیں.... بلکہ اس سے بھی زیادہ۔"

"اجی ہوش میں. میرے بچے مفت کے تھوڑے ہوں گے۔"

"اور کیا میرے مفت کے ہیں۔"

"نہ ہوں گے۔ مول لائی ہو گی۔ مگر میرے بچوں کو تم نہیں مار سکتیں۔"

"کیوں جی کہوں نہیں اور تم مارو۔"

"نہیں مار سکتیں بچالیں گے..... کوئی بچا ہی لے گا، جب تمہارے بچے بچالئے جا سکتے ہیں تو ہمارے کیوں نہ کوئی بچائے گا۔"

"ارے تیرے بچّوں کو مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ تو تے میرے بچوں کو ایسا ایسا مارا ہے کہ بس...."

"واہ بھئی یہ خوب! ہمارے بھیّا بچالیں گے۔ اور کوئی بچالے گا۔ آشا بچالیں کی.... کیوں آشا...." آشا جلدی سے منے کے جوتے کی گھنڈی ٹٹولنے لگی۔

■

ہاٹ

آشا کو راجہ صاحب کے یہاں آئے سال ہونے کو آیا۔ گاؤں کیوں جاتی اور کون بلاتا۔ مگر گاؤں میں ہاٹ لگ رہی تھی اور ایسے وقت میں رجنی کی ماں کو آشا بھی یاد آ گئی قرض ادھار کر کے رجنی نے نیا جوڑا بنایا۔ ماں بیٹے راجہ صاحب کے یہاں پہنچے۔ آشا اکیلی جانے میں ذرا ڈگمگا رہی تھی، کہ رجنی کی ماں نے چمپی کو بھی ساتھ لے لیا۔ اور یہ چھوٹا سا قافلہ چلا۔ رجنی کی ماں خاصا چل سکتی تھی۔ مگر وہ راستہ ہی میں کسی سے گپیں مارتے رہ گئی اور رجنی آشا اور چمپی کو لے کر چلے، ہاٹ کی شان راستہ کی دھکا پیل اور بھیڑ بھاڑ ہی سے معلوم ہو رہی تھی۔ علاوہ رنگ برنگی چندریوں پگڑیوں اور ٹوپیوں کے سینکڑوں کھلونے والے کاغذ کے پنکھے اور چڑیاں ملمے سے بانس میں لٹکائے چلے جا رہے تھے۔ گزک اور چاٹ کے خوانچے اور تیل کی مٹھائیاں معہ مکھیوں کی بھنکار کے، رنگین چٹلوں والے اور موتیوں کی کنٹھیوں کے سوداگر بھی ہاٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اور ساتھ ساتھ سینکڑوں لاوارث ۔۔۔ دھی گائیں، کٹکھنے کتے بھی تندہی سے ہاٹ کی رونق افزائی کو بھیڑ میں ملے ہوئے تھے

اور ہاٹ میں تو معلوم ہوتا تھا دو روز کے لئے جنت نیچے اتر آئی ہے۔ علاوہ بانس اور کاغذ
سے بنی ہوئی تعزیہ نما دو کالونی کے زمین ہی پر ہزاروں بیش قیمت اشیا دل رہی تھیں۔۔
جاپانی کھلونے، مٹی کی مورتیاں، ربڑ کے غبارے اور سیٹیوں کے پپئے جنہیں بجا بجا کر فروخت
کرنے والے آئے جو اس گم کئے دے رہے تھے۔ ان کے علاوہ بھالو اور بندر، پانچ پیر کی
گائے دو سر کے بچھڑے کا لاشہ آدمی کے منہ جیسی لومڑی عجیب وغریب کرتب دکھلانے والا مداری
اور بندروں سے بھی زیادہ پھرتی سے بانسوں پر اچکنے والے۔

اور رنجی بالکل انگریزی چال دونوں لڑکیوں کو سیر کرا رہے تھے آلوؤں کی چاٹ
دہی بڑے اور نل پاپڑی دلا چکے تھے۔ کاکریزی کنارے کا صافہ ان کے سیاہ رنگ پر
پھوڑا نکل رہا تھا اور دھاری دار پیلی قمیص کا دامن ہوا کی شرارتوں سے تڑپ کر اُن
کی باریک دھوتی میں جھلکتے ہوئے گلابی جانگئے کا حسن بھڑکا رہا تھا۔ نئے چارخانہ کے
موزے سُرخ ربڑ کی مدد سے بالوں دار ٹھنگنی پنڈلیوں پر پھب رہے تھے اور پھر گلٹ کی بڑی
بڑی انگوٹھیاں اور سُرخ جاپانی ریشم کے رومال تو دل کھینچے لیتا تھا۔ کئی بار کلو مہترانی نے
آنکھیں بھی مٹکائیں، روپا کی بیوہ بہو شرمائی اور دو چار یار دوستوں نے گالیاں بھی گنگنائیں
مگر رنجی اس وقت بہت اونچی سوسائٹی میں تھے، وہ آنکھیں گھماتے نیچے کا آگے کو نکلا
ہوا چوکھٹا سمیٹتے آگے بڑھ گئے۔

آشا نانی کی زندگی میں ہاٹ تو ہاٹ کبھی نکڑ کی دکان سے پیسے کا نیل لینے بھی
نہ گئی۔ طرح طرح کی چیزیں عجیب عجیب انسان نئے نئے کھیل تماشے دیکھ کر اُسے چلنا
بھی یاد نہ رہا، وہ ہر سامنے والے سے ٹکرا جاتی اور ہر پیچھے آنے والا اس کو منہ کے
بل ڈھکیل دیتا۔ اور اس دھکا پیل میں وہ لال گھوڑی پر ہیٹ لگائے پورن کو دیکھ
کر تو سچ مچ اوندھی ہو گئی۔ نہ جانے کیوں اس کا دل چاہا کہ کہیں چھپ جائے۔ مگر پورن

زمینداری کی شان میں اکڑتے آگے نکل گئے۔ اور اس کی جان میں جان آئی۔

لیکن ذرا سی ہی دیر کے بعد جب وہ خربوزے کے بیجوں کی پہونچوں کا مول کر رہی تھی تو پورن بالکل ہی قریب آ جمے۔ انھوں نے شاید اُسے دیکھ لیا۔ مگر دیکھ لیتے تو ان کے دانت کیوں چھپے رہتے اور یہ دونوں بھوؤں کے بیچ میں شکن کیسی، پہونچیاں چھوڑ چھاڑ وہ جلدی سے آگے بڑھ گئی مگر لال گھوڑی کہیں بھیڑ سے رکتی تھی، وہ جب کٹھ پتلی کا تماشہ دیکھ رہی تھی جب رنگ برنگے چٹکے چن رہی تھی جب، اور پھر جب وہ سوڈا پی رہی تھی ..... اور غضب تو جب وہ رنجی کے ہاتھ سے چاندی کے ورق کا بیڑا لینے میں حیل وحجت کر رہی تھی گھوڑی سر پر سوار ہو گئی۔ اور سوار، سوار تو گھوڑی پر سوار ہی تھا۔ ہاں اس کی بھنویں اور ٹیڑھی ہو گئیں۔ اور چہرہ بھبک اٹھا۔ آشا کی انگلیوں سے بیڑا چھوٹ پڑا اور زمین پر منہ کھول کر پھیل گیا۔ خیر دوسرا سہی، کوئی واقعی میں چاندی کا ورق تھوڑی تھا، گلٹ وغیرہ کا ہو گا! اور سونے پر سہاگہ یہ کہ چمکی نہ جانے کدھر چمک گئی! ابھی تو کھڑی لچھی کی چوڑیاں گنا رہی تھی اور ایک دم مجھ سے اُڑ گئی۔

"اب گھر چلو، چمکی کہاں ہے۔" آشا نے ایک نامعلوم خوف کو چھپا کر کہا۔

"ابھی سے ..... ابھی تو دن پڑا ہے۔" حالانکہ مشرق سانولی ہو چلی تھی۔ مگر رنجی سورما کی طرح سینہ تانے چل رہے تھے۔ آج بے طرح ان پر رنگ چڑھا ہوا تھا۔ پان پر پان پیسے جا رہے تھے اور بنڈلوں بیڑیاں بھسم کر ڈالی تھیں پر ان کی چال مستانہ اور بیڑیوں کا دھواں گہرا ہوتا جا رہا تھا۔

"چمکی کہاں چلی گئی، مجھ سے کہا تک نہیں۔"

"لچھی وغیرہ کے سنگ ہو گی۔ چلو کشتی دیکھو گی؟"

"نہیں۔" آشا جلدی سے سر ہلا کر بولی۔ "بھلا کوئی کشتی بھی دیکھنے کی چیز ہے۔ ننگے گوشت کے ڈھیتے دھول میں لوٹ رہے ہیں۔ آس پاس کھڑے ہوئے غنڈے گالیوں کے ساتھ ساتھ نئی نئی بھیانک ترکیبیں بتا رہے ہیں" آشا کو خیال سے ہی پھریری آ گئی۔ وہ دور سے ہی سیاہ بھٹ پہلوانوں کی ننگی رانیں دیکھ کر لرز گئی۔

"تو چلو شربت پیئیں۔ چمکی مل جائے گی۔ تم ڈرتی کیوں ہو۔" رنجی ذرا اور پاس چلنے لگے۔

شربت کی دکان پر آشا کے اور بھی آئے حواس جاتے رہے۔ شربت پینے والے ڈراونے انداز میں کچھ کھڑے اور کچھ زمین پر لوٹ رہے تھے۔ ایک گراموفون اپنی پوری رفتار سے کائیں کائیں کوئی ریکارڈ بجا رہا تھا۔ جیسے ہی یہ دونوں پاس پہنچے انہوں نے بے تکی باتیں بکنی شروع کیں۔ گدلی اور بلغم کے رنگ کی پیلی پیلی آنکھیں عجیب عجیب اشارے کرنے لگیں اور پھر شربت کی میٹھی میٹھی سٹرانڈ بیڑیوں کا دھواں اور غلط فقرے آشا کا جی متلانے لگا۔

"یہاں سے چلو" وہ رونی آواز سے بولی۔ اس نے لال گھوڑی اور اس کے لال آنکھوں والے سوار کو بھی تو دیکھ لیا تھا۔

"بس ابھی چلو۔۔۔۔ چلو۔۔۔۔" وہ ایک طرف چلنے لگی۔

"ادھر کہاں۔۔۔ آؤ میں چلتا تو ہوں۔" رنجی آشا سے ڈرتا بھی تھا۔ دوسرے لوگوں کے فقرے اسے اور بوکھلائے دے رہے تھے۔ تیسرے لال پگڑی والے سپاہی کی آنکھیں بڑی دیر سے اسے بڑی دیر سے اُسے پُر معنی انداز سے گھور رہی تھی۔

"تم ذرا یہاں ٹھہرو، میں ابھی چمکی کو لاتا ہوں تا۔"

رنجی تھوڑی دیر ذرا حواس درست کرنے کے لئے الگ چل دیا۔ ورنہ وہ خوب جانتا تھا کہ چمکی خود ہی ملنا چاہے گی تو ملے گی۔ آشا ٹٹی کا سہارا لے کر دل کو سنبھالنے لگی۔

"ہوں... تو یہ مزے ہیں..." آشا نے چونک کر اُدھر دیکھا اور اگر وہ جلدی سے نہ ہٹ جاتی لال گھوڑی ضرور اسے دل کے رکھ دیتی۔

"یہ تمہارے ساتھ بدمعاش کون ہے؟" شرافت اور رقابت کا جوڑ تو نہیں پھر بھی پورن کبھی دو دفعہ ایک بات پر غور کب کرتا تھا۔

"رنجی..." آشا نے ٹٹی کے تنکے کریدتے ہوئے کہا۔

"رنجی... نام تو بہت پیارا ہے.... مجھے نہیں معلوم تھا شربت سے بھی دلچسپ ہے" آشا نے شربت کی طرف آنکھ بھی کب اٹھائی۔ اور وہ شربت تھا کم بخت کتّے کی قے جیسی تو بو تھی۔

"تمہیں اکیلے آنے کی کس نے اجازت دی؟"

"چمکی... آئی ہے؟"

"مگر تم آئیں ہی کیوں... اور پھر اس طرح بیڑے چباتے اور تاڑی پیتے تمہیں شرم نہیں آتی؟" پورن نے جی سنبھال کر کہا۔ ورنہ معلوم تو یہ ہوتا تھا جیسے بس چلے تو اس ہینٹر سے اس کی کھال ادھیڑ دے جو وہ ٹٹی کے بانسوں پر تاؤ کھا کھا کر مار رہا تھا۔ کاش وہ آشا کی کھال ہنٹر سے نوچ ڈالتا مگر ایسے تو نہ بولتا۔ اُسے جواب بھی دینا نہ آیا۔

"تمہارا جی چاہے جو کرو۔ مگر یاد رکھو سب جانتے ہیں کہ تم ہمارے گھر کی نوکر ہو... بدنامی تو پتاجی کی ہو گی؟" آشا کو حیرت ہو رہی تھی کہ پورن اتنے گندے الفاظ بھی جانتا ہے ہاں وہ اس کی نوکر تھی، نوکر ہی تو تھی، اُس کا جی چاہا ٹٹی کے

کھردرے تنکے سے اپنے ہاتھ چھیل کر خون بہائے اور خوب کلیجہ پھاڑ کر روئے، ویسے ہی کلیجہ پر اتنی دیر سے پتھر رکھا ہوا تھا۔

"اور ننی کتنی بھولی تھیں۔ اگر کوئی ذرا سی بات پوچھے تو ایسے لرز جائیں گویا ہیں بڑی بھولی بچی!.... مجھے نہیں معلوم تھا۔" پورن چبا چبا کر اس کے منہ پر سخت سخت کنکر جیسے مار رہا تھا۔ اور وہ اور بھی ڈر رہی تھی۔ گھوڑی بے چینی سے پیر مار رہی تھی اور ننٹر بانس پر سڑاک سڑاک پیچ رہا تھا۔

گھوڑی ایک دم سے تڑپی۔ پورن نے اپنا سارا زور لگا کر اس کی پسلیوں میں ایڑیاں گھسا دیں وہ زور سے چھینکی اور آشا کو پس جانے سے بال بال بچتا چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔ گھوڑی بھی اس کے جسم میں تھوک رہی تھی۔

مگر اس کے لئے زیادہ دیر کھڑے رہنا دوبھر ہو گیا۔ پھر پھر کر چند غنڈے اس کے پاس سے کھانستے گزر گئے۔ .. اور پھر رسیلے گیت جھاڑے شروع کئے، آشا ڈر کے بھاگی۔ دو ایک ذرا دور کھڑے آہستہ آہستہ رانیں کھجا کر میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور قریب قریب سب اس پر عاشق ہو چکے تھے۔ وہ سخت متحیر تھی کہ اتنی جلدی سے وہ کس طرح اس قدر شدہی سے عاشق ہو چکے ہوں گے۔ وہ وہاں سے ہٹ کر بیچوں بیچ میں کھمبے کے پاس کھڑی ہو کر چاروں طرف پریشان آنکھوں سے گھورنے لگی۔

ذرا ہی دور پر اس نے دیکھا چمکی تاسہیلیوں کے ہجوم میں شرما شرما کر گھوڑی کے بانکے سوار سے بول رہی تھی جس کی آنکھیں تو ہیٹ کے نیچے تھیں۔ مگر ہونٹ شرارت سے پھڑک رہے تھے۔

"آتش بازی نہیں دیکھی؟" چمکی نے آشا کی چاپلوسی پر حیرت سے کہا۔ "وہ آتش بازی

کا سارا مزہ ہے آج۔ چھوٹے بھیّا بھی ہیں۔ دیکھا تو نے، ایسے بڑے ہیں۔" چمکی نے ہنسی روک کر منہ سیکڑ اے کے سبھوں کے سامنے کہنے لگے چمکی گھوڑے پر بیٹھے گی۔ تھک گئی ہو گی ہونہہ۔"

چمکی کو آتش بازی اچھی طرح سمجھائی بھی نہ دی، اس کے سینے میں تو خود آتش بازی چھوٹ رہی تھی۔ ہماری زندگی کے واقعات بھی کس قدر آتش بازی سے ملتے جلتے ہوئے ہیں۔ وہ انار سا چھوٹا، جگمگ کرتا بگولا سا اٹھا اور رواں رواں چمک اٹھا اور پھر وہ تاریکی۔۔۔ وہ پھلجھڑی چھوٹی۔۔۔ روح کی گہرائیاں تک کوند اٹھیں، اور پھر اندھیرا گھپ! اور پھر زندگی کیسی پھیکی پھیکی لگتی ہے جیسے بارود جل جانے کے بعد انار کا خالی مٹی کا خول یا پھلجھڑی کا تار!

▬

نفرت

جب ہاٹ سے تھکی ہاری آشا اپنی کوٹھری میں پہنچی تو اس کا بدن پکے پھوڑے کی طرح دُکھ رہا تھا۔ جب اس نے پیروں کے چھالوں پر سے مٹی ہٹانے کے لئے پانی ڈالا تو دُکھ کے مارے نسیں اکڑ گئیں اور پسینہ آگیا۔ مگر ان سے زیادہ بڑے بڑے آبلے اُس کے دل میں اور دماغ میں پڑ گئے تھے۔ اُس کا جی چاہتا تھا کہ سب سو جائیں تو وہ خوب تکیہ میں منہ گھونٹ کر روئے۔ ضبط کی وجہ سے کنپٹیاں پھٹی جا رہی تھیں اور بھنوؤں میں دُکھن تھی۔ بدن تو تھا ہی تھا آخر اس کا دل کیوں اس قدر کمزور تھا۔ نانی اُسے ستوانسی کہا کرتی تھی مگر اس میں اس کا کیا قصور تھا اُسے تو کچھ دنیا میں آنے کی ایسی جلدی بھی نہ تھی۔ یہ تو اُس کی کمسن ماں تھی جو کہیں پھسل پھسلا گئی ہوگی اور وہ قبل از وقت دنیا میں آگئی

کھانے پر اس نے دیکھا کہ پورن نے بھابی کو چھیڑا نہ بچوں کے چٹکیاں لیں اور نہ ہی بات بے بات قہقہے لگائے۔

"اے ہے آج تو بڑے چپکے بیٹھے ہیں۔" بھابی نے کہا۔ مگر پورن نہ جانے کیا دیکھ رہا

تھا۔ بھابی نے شرارت سے چمچہ بھر نمک اُس کے شوربے کی رکابی میں ڈال دیا اور اس کا کاندھا ہلایا۔

"ارے کیا سو رہے ہو۔ کیا ساری رات تمہارے لئے کھانا لگا رہے گا۔" پورن جلدی جلدی شوربا پینے لگا۔

"اچھا بھابی میری بھی کبھی باری آئے گی۔" پورن سب کے ہنسنے سے آج کھسیانا ہو گیا چمکی نے دوسری رکابی رکھ دی اور وہ جلدی سے شوربے کا بہانہ کرنے لگا۔ مگر آج معاملہ بیڈھب تھا۔ پورن نے نہ تو کھایا ہی اور نہ ہی بولا۔ آشا جب اس کی دل پسند بھنی ہوئی دال لائی تو بولا۔ "مجھے نہیں چاہیئے۔" اس نے پہلے لینا چاہا پھر آشا کا منہ دیکھ کر جیسے چڑ گیا اور چمکی کی تھالی میں سے پاپڑ چبانے لگا۔ آشا سہم کر جلدی سے دور ہٹ گئی۔

"کیوں جی تم نے میری آشا کو کیسے ڈانٹا؟ ایسے بولتے ہیں کسی انسان سے؟" بھابی بولی۔

"میں بھلا کون ہوتا ہوں آپ کی آشا کو ڈانٹنے والا۔ بھوک نہ ہو تو کیا کروں؟"

"معاف کیجئے گا۔۔۔" اور وہ تھوڑی دیر بعد چلا۔

"تم نے کچھ بھی تو نہ کھایا پورن۔" بھابی فکرمند ہو گئی۔

"کچھ طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ سیدھا کمرے میں گیا۔ دوسرے روز اتفاق کہئے یا کچھ لُو وغیرہ لگ گئی۔ پورن کو وہ زور کا بخار چڑھا کہ بالکل کئی دن بے ہوش سا رہا۔ بخار اترتا بھی نہ تھا۔ ذرا کم ہوتا تو بدمزاجی سوار ہو جاتی۔ آشا کو تو کمرے میں

جاتے ڈر لگتا لیکن نہ جانے کون سی طاقت اسے پکڑ پکڑ کر کھینچتی تھی اور وہ بار بار کام کے بہانے سے دروازے تک ہی ہو آتی۔ رات ابھی نہ کٹی اور بھابی تو تھک کر چور ہو گئی۔ آشا جو دروازے کے پاس سے گزری تو اس نے اُسے بلایا

"آشا میری گڑیا۔۔۔ ذرا یہاں بیٹھ جا۔۔۔ میں ابھی آئی۔ بیٹھے بیٹھے جی الٹ گیا۔۔۔"

اور وہ دبے پیر چلی گئی۔۔۔ آشا خاموش اسٹول پر بیٹھ گئی۔۔۔۔ آج کئی دن بعد اُس نے پورن کو غور سے دیکھا، وہ کتنا بڑا لگ رہا تھا۔ بالکل راجہ صاحب کی شکل۔ دو دن کے بخار نے زرد کر دیا تھا۔ اور ہونٹوں پر کتنی تلخی تھی۔ بال بھی اُلجھے پڑے تھے۔ آشا کا جی چاہا کوئی ان کا چھلا چھلا سلجھا دے اور ان کی تھکی ہوئی کنپٹیوں پر پیار سے انگلیاں پھیرے شاید سوتے میں بھی روح انسان کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ آشا کی آنکھوں نے پورن کو جگا دیا۔ اُس نے دو ایک بار آنکھیں جھپکائیں اور پھر آشا کو دیکھنے لگا۔ ایسے کہ آشا کچھ پریشان ہو گئی۔ بخار نے اس کا ذرا پریشان کر دیا تھا اور ذرا بہک گیا تھا۔ ایک دم سے اُن آنکھوں میں کئی دن کی غائب روشنی اُبھر آئی اور ہونٹ شوق سے کھل گئے۔

"آشا۔۔۔" وہ کہنی کے سہارے سے اٹھا۔ آشا جلدی سے کھڑی ہو گئی اُس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے، پورن تھوڑی دیر تک اسے دیکھتا رہا کہ ایک دم اُس کی نظر اُس کی چوڑیوں پر گئی جو اُس نے رجّی کو آشا کو دیتے دیکھی تھیں اور وہ کنٹھی سفید موتیوں کی اور چٹلا ایک دم سے جیسے کسی نے کہنی کا سہارا کھینچ لیا اور وہ تکیہ پر گر پڑا۔ آشا نے جلدی سے اُس کا سر ٹھیک کرنا چاہا مگر جیسے اُس پر بھوت سوار تھا۔

"اونھ رہنے دو۔۔۔۔ یہ سب کہاں چلے گئے۔" وہ پریشانی سے چاروں طرف

"کیا بلا لاؤں بھابی جی کو...." آشا دروازے کی طرف مڑنے لگی۔

"بھگوان آخر یہ سب کہاں چلے گئے.... کیا سب مر گئے.... چمکی کہاں گئی...؟"

"بھابی جی تھک گئی تھیں اور چمکی... کو بلا لاؤں...؟"

"بھابی تھک گئی.... مگر تمہیں کیوں تکلیف دی گئی کیا کوئی اور گھر میں نہیں۔" پورن طعن سے بولا۔

"اوہ.... کتنی پیاس ہے... اُوہ اندھیرا۔" پورن گھبرا گھبرا کر سر پٹخنے لگا۔ اور آشا کبھی پانی پر لپکی اور کبھی سوچا کہ بھابی کو بلا لائے۔ مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکی۔ کس قدر بے وقوف ہو گئی تھی۔ ہو کیا گئی تھی وہ بھی ہی پاگل!

"اوہ.... میرا دم گھٹا.... اندھیرا.... یہ پردے ہٹاؤ۔"

آشا پردہ سرکانے لگی۔ شام ہونے میں ابھی دیر تھی۔ مگر کمرے میں ذرا اندھیرا ہو چلا تھا۔ ایسا کہ دکھائی نہ دے مگر پردے ہٹانے لگی۔ اُس کے ہاتھ اور بھی کانپنے لگے جب اُس نے دیکھا کہ پورن اُسے برابر گھور رہا تھا۔

جب وہ اس کے پاس کا پردہ ہٹانے لگی تو اُسے بالکل اُس کے سرہانے جھکنا پڑا اور پورن کی آنکھوں سے بچنے کے لئے وہ جھک گئی۔ پردہ ہٹا کر وہ بھابی کو بلانے چلی لیکن اُس نے دیکھا کہ پورن آنکھیں بند کئے تھا اس لئے وہ بیٹھ گئی۔ پورن نے تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔

"بھابی جی کو بلا لاؤں ؟" وہ خود ہی بولی

"ہوں.... آپ کا دل گھبرا رہا ہے تو جائیے چلی جائیے.... رہنے دو مجھے مگر یہ چمکی کہاں گئی جو بھابی نے تمہیں یہاں پھنسا دیا۔ مگر تم چلی جاؤ۔"

"چمکی تھک گئی تھی وہ بھی سو گئی ہے ذرا... میں۔"

آشا پورن کے سخت الفاظ سُن کر نہ جانے کیسے آنسو پئے بیٹھی تھی۔

"چمکی سو گئی، بھابی تھک گئیں.... تم تھک گئیں جاؤ یہاں سے مجھے کسی کی ضرورت نہیں.... جاؤ...." اب آنسو بہنے لگے۔

"ہوں یہ اب رویا جا رہا ہے۔ میں نے آخر تمہیں کہا ہی کیا۔ تمہیں کوئی کہہ کیا سکتا ہے جاؤ جہاں جی چاہے جا سکتی ہو۔"

"آپ ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں.... میں نے....."

"میں.... میں بھلا کیا کر رہا ہوں..... اب پھر جا کر بھیا سے شکایت کر دینا کہ میں نے تمہیں رنجی کے ساتھ گھومنے پر ڈانٹا ہُنہ، جیسے مجھے کچھ... مجھے کیا۔"

"میں نے کب شکایت کی چھوٹے بھیّا؟"

"اب جھوٹ بھی بولنے لگیں، تم نے بھیّا سے نہیں کہا کہ میں تم سے خفا ہوں، جی میں کیوں ہوتا خفا... مجھے کیا غرض، جی ہاں، جیسے"

"میں نے شکایت نہیں کی۔ بڑے بھیا پوچھنے لگے کیا پورن تجھ سے خفا ہے... تو تو ۔ میں نے کہا نہیں تو اس پر وہ بولے کہ پھر وہ کیوں... کیوں... ایسا..." آشا کی سمجھ میں نہ آیا کیا کہے۔

"خیر وہ تم نے شکایت نہ کی.... پھر بھی تمہیں بُرا تو لگا کہ میں نے تم سے ذرا سختی سے کچھ کہا... مجھے نہیں کہنا چاہئے تھا، اُمید ہے کہ... کہ معاف فرمائیں گی۔" وہ بڑے ہی طعن سے بولا..." مگر وہ اب زیادہ غصّہ نہ تھا۔

"مجھے تو نہ لگا...." اُس نے ہمت کی۔

"بے شک لگا ہو گا۔۔۔ کیوں میرا بیچ میں بکواس کرنا اچھا لگتا۔ میں کون۔۔۔۔
تم رجنی سے ملو۔۔۔ میں آخر دخل دوں تو یہ بیوقوفی ہے۔ تمہیں حق ہے تم چاہے جسے
چاہو۔۔۔" پورن مسکرایا۔

"آپ۔۔۔ آپ بہت بُرے ہیں۔" آشا پھوٹ کر رو پڑی۔

"سُنا ہے تمہاری شادی رجنی سے طے ہو گئی تھی۔۔۔ میری غلطی تھی آشا۔۔۔
میں بہت بے وقوف ہوں۔ دیکھو نا تمہیں بے بات ڈانٹ دیا۔ تمہیں رجنی پسند ہے۔"

آشا نے پورن کو ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ ہنس پڑا۔ "اور۔ آپ کو آپ کی چمپکی۔"
وہ دبی زبان سے سسکیوں کو دبا کر بولی۔

"چمپکی۔۔۔ ارے۔۔۔ میری چمپکی۔۔۔ کون کہتا ہے۔ ہشت۔" وہ اٹھنے لگا۔ "کس نے
تم سے کہا۔ بے وقوف ہو تم۔"

"جی ہاں۔۔۔ میں کیا جانتی نہیں ہوں۔" وہ بچوں کی طرح بولی۔

"مگر یہ کہا کس نے کہ چمپکی۔۔۔"

"اور آپ سے کس نے کہا۔۔۔ رجنی۔"

"آشا!" پورن غور سے اُسے دیکھنے لگا۔ جس کا منہ رونے سے پھولا ہوا تھا۔ "آشا۔۔ میں
بہت ہی بُرا ہوں۔۔۔ میری آشا۔۔۔" وہ کھڑا ہو گیا۔

"لیٹ جایئے۔۔۔" وہ دھکیلنے لگی۔

"آشا میں کتنا جلد باز ہوں۔۔۔ کتنا بُرا۔۔۔ وہ اُسے دونوں ہاتھوں سے پکڑے
تھا۔ کچھ کمزوری اور کچھ جذبات کا غلبہ پورن لڑکھڑانے لگا۔

"ارے۔" بڑے بھیا نے اُسے دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ "یہ کیا واہیات ہے

آشا؟" آشا کیا کرتی؟

"بھیا میں... آپ لوگ بھی کس قدر عقلمند ہیں بھلا مجھ جیسا شر بر بیمار اور آشا بیچاری کے سپرد کر دیا۔ بھلا وہ مجھے روک سکتی ہے۔ میں...."

"تم نے روکا بھی نہیں۔ مجھی کو بلا لیا ہوتا۔" بھابی بولی

"ارے بھابی میں مانتا کب ہوں، وہ تو بیچاری لاکھ روکتی رہی۔ مگر ہاں بھابی پانی...." وہ نڈھال ہو گیا۔ سارے گھر میں ایک غل پڑ گیا۔ لیکن آشا الزام سے بری ہو گئی۔ جب ڈاکٹر نے کہا۔ "کچھ نہیں بخار اُتر رہا تھا اس لئے گھبراہٹ شروع ہو گئی اور بس اگر آرام و سکون ملا تو چند روز میں ٹھیک ہو جائے گا۔"

اس کے بعد سے پورن وہ مسخرا مریض بن گیا کہ اُسے دو روز پلنگ پر لیٹنا دشوار ہو گیا۔ سب اُس کے کمرے میں ہوں۔ یہاں تک کہ بھولا کی تائی بھی۔ اور ان سب میں آشا بھی آجاتی۔ جس سے آنکھوں ہی آنکھوں میں پورن ہزاروں معافیاں مانگ چکا تھا۔

"بھولا کی تائی، تم اگر مجھ سے ایک دفعہ غصہ ہو جاؤ تو کیا کبھی منو گی بھی نہیں"

"چل اُدھر دیوانے۔"

"نہیں سچ کہتا ہوں.... کبھی تمہیں کچھ کہہ اٹھتا ہوں تو کیا گانٹھ باندھ لیتی ہو...؟"

"کیا؟" بھولا کی تائی کچھ جو سمجھے۔

"بھولا کی تائی دیکھو انسان غلطی کرتا ہی ہے... کیوں۔"

"کون گلتی کرے ہے؟"

"تم تو بڑی کوڑھ دماغ ہو جی.... بھلا کیسے گزر ہو گی۔"

"گز رکر اپنی اماں بہنا کے سنگ"!

"تم بھولا کی تائی ہوئیں، تو ہیں کون لگا اس کا؟"

بھولا کی تائی اس قدر بھیانک سا رشتہ بتاتی کہ پورن چادر میں منہ چھپا لیتا بھلا ایسا مریض کتنے دن لیٹ سکتا تھا۔

یہ تھی وہ نفرت جو پورن کے سیدھے سادے دل میں طوفان کی طرح پھٹی اور دو جھکولے دے کر ہڈی ہڈی ہلا گئی ۔۔۔ مگر پھر وہی سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی سخت نفرت ہو کیسے جاتی اور پھر بھاپ کی طرح غائب، دل میں ٹھان لیا کہ بس ختم قصہ، بس ہو چکا کھیل ۔۔۔ اور وہ لیجئے چکنے گھڑے کی طرح دو منٹ میں صاف ۔۔۔ تو یہ نفرت ہے، محبت کی ہی ایک شریر انگڑائی کہو۔

پھر وہی شرارتیں، وہی بھابی کا طنطنہ ۔۔۔ بھولا کی تائی کی گالیاں اور آشا کی آنکھ مچولیاں اور بچوں کو چھیڑنا، انسان محبت میں ہر وقت چلبلا پن کیوں کرتا ہے۔ من کے ساتھ ساتھ ہاتھ پیر اور آنکھیں کیوں مست ہو کر ناچنے لگتی ہیں، اور ہر چیز ہنسنے ہنسانے کے لئے ہی نظر آتی ہے اور سنجیدگی کہاں ڈوب مرتی ہے کہ ذرا بھی کل کا دھیان نہیں آتا۔ مگر عورت وہ کتنی مختلف ہوتی ہے۔ اس کا دل ہر وقت سہما رہتا ہے ہنستی ہے تو ڈر کے مسکراتی ہے تو جھجک کر، قدم قدم پر اسے اپنے راز کے ہی کھلنے کا ڈر لگا رہتا ہے کیا ہوگا، کیسے ہوگا؟ یہ ہوا تو؟ ۔۔۔۔ وہ ہوا تو؟ اور پھر کمبخت ناقص العقل ہے

آشا منے کو نہلا کر اُس کے بالوں میں برش کر رہی تھی۔ مگر وہ تھا کہ بے چین پھرکی کی طرح ناچے جاتا تھا۔ یہ ڈبہ الٹا وہ بوتل کھول ڈالی برش چھوڑا تو سنگھا کھانا شروع کر دیا۔ سرمہ دانی کھول کر الٹ دی۔ آشا عاجز آگئی۔

"اٹھ شریر" اُس نے سلائی چھین کر الگ رکھ دی۔

"کون، میں؟" پورن دروازے سے دور ہوا منہ بنا کر بولا۔

"جی نہیں یہ منا کنگھی نہیں کرواتا۔"

"منا بہت شریر ہے، تم سے کیا ڈرے گا۔ ڈرپوک کہیں کی۔ ذرا سی مینڈکی سے ڈر جاؤ

صبح پورن بھابی کو مینڈکی سے ڈرا رہا تھا۔ کوئی چنے برابر ہو گی یا ذرا بڑی، شاید سیم کے

بیج جتنی، مگر بھابی سارے گھر میں چنگھاڑتی ہوئی دوڑ رہی تھی۔

"یوں نہیں ٹھیک ہوں گی۔ پورن اسے ڈورے میں باندھ کر ان کے گلے میں ڈال

تب ٹھیک ہو گی طبیعت" پتی مہاراج بجائے استری رکشا کے اور اسے قتل کرنے کی

ترکیبیں بتانے لگے۔

"میرا بھیا پورن۔ تجھے میری قسم" بھابی چلا رہی تھی۔ بھابی کو چھوڑ پورن نے وہ ذرا سی

مینڈکی آشا پر ڈال دی جو نہایت بے فکری سے اُس کی گت دیکھنے میں مشغول تھی۔ اور آشا

سیڑھیوں پر سے ایسی لڑکتی بھاگی کہ بس شیر سے بھی تو اتنا نہ ڈرتی۔ پھر جب پورن نے یوں

ہی ذرا کاغذ کا ٹکڑا ڈال دیا تو گھبرا گھبرا کر دھوتی کا آنچل گھسوٹنے لگی۔

"کھا جاتی۔ یہ ذرا سی مینڈکی تمہیں۔"

"مجھے گھن آتی ہے اس سے۔"

"مگر یہ تو بتاؤ تم باغ میں سے کیوں بھاگیں، تمہیں مجھ سے بھی تو گھن آتی ہے۔" پورن

نے برش لے کر کہا۔

آشا دوسرے برش سے منے کے بالوں سے کھیلنے لگی۔

"یہ بتاؤ کہ یہ طریقہ کیا ہے آشا دیوی؟" پورن نے دوسرا برش بھی چھین لیا۔

"مجھے کام تھا۔"

"ہاں بس تمہیں کو تو کام رہ گیا ہے دنیا بھر کا۔" وہ دونوں ہاتھوں سے برش کرنے لگا۔

"پتاجی آگئے ہوں گے، بلاتے ہوں گے، بس کرنے لگیں اُلٹے سیدھے بہانے تم چاہتی ہو میں چلا جاؤں یہاں سے، تو نہیں جاتے کرلو ہمارا کچھ۔"

"بھابی جی کہیں گی، ذرا سا کام کرنے کو کہا تو دو گھنٹے لگا دو۔"

"ہوں بس سب کا خیال ہے تمہیں ... ایک میں ہی ہوں جو کبھی بات بھی کروں تو تمہیں سو سو بہانے سوجھنے لگتے ہیں۔ ذرا سوچو آشا۔" آشا منے کو اٹھا کر چلنے لگی۔

"بس بھاگیں،" پورن نے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

"چھوڑیئے... بھیا بھو کا ہے۔"

"تمہیں کون پکڑتا ہے، میں تو بھیّا کو پیار کر رہا ہوں۔ واہ کوئی بھیّا کو پیار بھی نہ کرے واہ"۔ اور وہ منے کو پیار کرنے لگا۔ آشا کتنا ہی منہ پھیرے پورن کے بال اس کی آنکھوں اور گالوں پر چھا گئے.... اور پھر دل و دماغ پر۔

"پورن... کاش تمہیں کبھی تو فرصت ہوتی۔" بڑے بھیّا کی آواز آئی۔ "ذرا میرے ساتھ آؤ۔"

"میں ؟... آیا..." پورن ان کے ساتھ چلدیا۔ آشا نے ٹھنڈی سانس بھر کر منے کے گال پر منہ رکھ دیا۔

"مجھے یہ بالکل پسند نہیں... تمہاری حرکتیں۔" بھیّا سنجیدہ تھے۔

"کون ؟.... میری.... کیا"

"ہاں تمہاری۔ پورن سنگھ ہم اندھے نہیں ہیں۔ یہ تمہارا ہر وقت چھوکریوں سے مذاق !"

"کون مذاق کرتا ہے۔ بڑے بھیا میں مذاق نہیں کرتا کسی چھوکری سے" آشا" مجھے اس سے ہمدردی ہے، وہ ہماری کھلائی کی اولاد ہے بلکہ ہمارے پتا جی کی دوا کی اولاد ہے۔"

"تمہیں اس طرح اس کے ساتھ بدمذاقی اچھی لگتی ہے؟"

"بھیا میں... آپ کو دھوکا ہوا... مجھے آشا سے آپ سے کم ہمدردی نہیں... وہ..... میری.... مجھے اس سے پریم ہے.... اور...."

"اور.... اور؟.... کیا اور کچھ بھی؟ پورن تم دیکھتے ہو میں نے کبھی نوکرانی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ہم سچ مچ کے راجہ ہیں۔ دنیا ہماری شرافت اس بات کو مانتی ہے۔"

"مگر میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں"

"تم.... ہا ہا ہا...." بھیا صرف ضرورتاً ہنسا کرتے تھے۔

"اس میں ایسی ہنسی ٹھٹے کی کیا بات ہے بڑے بھیا!"

"یہی کہ تم اس سے شادی نہیں کرو گے۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"ہم ایسے کہہ سکتے ہیں۔ پورن ہم ہنستے نہیں تمہاری طرح ہر وقت ہمیں ٹھٹھے کرنے کی فرصت نہیں.... اور یہ شادی کا خیال یہ بھی خواب ہے۔"

"مگر آخر معلوم بھی تو ہو...." پورن گھبرا کر اپنے دامن سے کھیل رہا تھا۔

"معلوم یہی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری نوکرانی ہے پورن یہ تم فلم دیکھ دیکھ کر شاید اس واہیات غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہو۔ مگر تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ زندگی ایک فلم نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے، سمجھے اور بڑی ٹھوس حقیقت، تم بچے نہیں ٹھہرو میری بات مت کاٹو..... تم بچہ نہیں!"

"مجھے معلوم ہے کہ میں بچہ نہیں، جب ہی تو میں پوچھتا ہوں کہ آخر وجہ کیا کہ جو میں چاہوں وہ نہ کر سکوں؟"

"ٹھیک.... لیکن تمہیں کس نے ایسے حقوق دیئے جن کی رو سے تمہیں سماج اور بزرگوں کی دل شکنی کا ٹھیکہ مل گیا!"

"سماج..... واہ واہ..... وہی پرانی سڑی بحث.... پتاجی اتنے اندھیرے خیالات کے نہیں!"

"یہی تو تمہاری غلطی ہے۔ یعنی غلط فہمی ہے۔ پتاجی کتنے ہی روشن خیال ہوں وہ یہ بات کبھی گوارا نہ کریں گے کہ ان کے خاندان میں اس قسم کی واہیات بات ہو۔ اور پھر یہ سوچو پتاجی.... ہیں.... یہ بچے تمہارے معصوم بھتیجے آخر انہوں نے کیا قصور کیا ہے جو یہ تمہاری خواہشات پر قربان ہو جائیں!"

"ارے یعنی اُن کے قربان ہونے کا سوال کہاں سے آن کودا، واہ خوب!"

"کیوں نہیں.... ان کی سوسائٹی میں کیا حیثیت ہو جائے گی کہ بھئی چچا نے نوکرانی سے بیاہ کر لیا۔ شیلہ کو کون شریف خاندان بیاہ لے گا اور نرمل کو کون بیٹی دے گا۔ جب وہ اُن کے چچا کے کارنامے سنیں گے؟"

"پھٹکار ہے ایسی سوسائٹی پر۔ لعنت ہے ایسے لوگوں پر جو شیلہ میں یہ عیب نکالیں کہ

اس کے چچا نے غریب لڑکی سے شادی کرلی۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ایسے لوگوں میں جانے کے بجائے شیلہ سدا کنواری رہے۔"

"ہاں تمہارے لئے یہ کہہ دینا آسان ہے۔ تم اپنی خوشی پوری کرلو خواہ سارا خاندان مٹ جائے۔"

"نہیں تو..... میرا مطلب ہے ہم شیلہ کی شادی ایسے واہیات لوگوں میں کیوں کریں جو اس قدر اندھیرے خیال کے ہوں۔"

"تو پھر تمہارا خیال ہے کہ شیلہ کے لئے بھی کوئی آشا کا بھائی بند کوئی چوکیدار یا اردلی ڈھونڈوں۔" روپ سنگھ جتنے چپکے تھے اتنے بدھو نہ تھے، پورن ان کے طعنوں کے آگے کسمسا کر رہ گیا۔

"میں یہ کب کہتا ہوں...... بھیّا آپ میری ہر بات الٹی کئے دیتے ہیں۔" وہ شکست کھا کر بولا۔

"سوچ لو... تم ہی...... تم عقل مند ہو........ مجھ سے زیادہ ذہین اور سمجھدار ہو... خیر اب اس کا ذکر چھوڑو....... تمہاری بھابی آرہی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس بات کو بے بات پھیلائیں...." بھابی جی اپنے بچوں کی فوج کو لے کر آن پہنچی "دیکھنا..... ذرا دیکھنا منا کیسے مزے سے پیار کرتا ہے۔" منے نے موٹے موٹے ہاتھوں میں ماں کا چہرہ بھینچ کر اپنی چپٹی ناک گال پر رکھ دی۔

"بندر... بڑی جلدی نقل کرنے لگتا ہے۔" انہوں نے ہوشیاری سے کہا اور پورن کھسیانہ پن چھپانے کو جلدی سے منے کو ستانے لگا۔

"بھابی اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ اسے چاہئے کہ کھڑا ہونا سیکھے۔" اس

نے منے کو پیڑ کی شاخ پر کھڑا کر کے کہا۔

"ہے رام ...... ہائے پورن نہیں... ابھی وہ ہے کتنا جو کھڑا بھی ہونے لگے۔"

"کچھ بھی ہو میں نہیں جانتا۔ اتنا تو پھول رہا ہے۔ بنتا ہے خوب کھڑا ہو سکتا ہے۔"

"تو بھلا دس مہینے کا بچہ اور رہے گا، اُسے آتا ہی نہیں کھڑا ہونا۔" وہ منے کو چھیننے لگی۔

"میں نہیں جانتا ... چھوڑتا ہوں بھابی ......" پورن نے ڈرایا۔

"ہائے میرا بچہ ..... پورن ..." وہ منے کو چھین لے گئی۔

"اوہو جیسے میں چھوڑ ہی تو دیتا... میں اُس کا دُشمن ہوں نا۔" بھیا کے الفاظ اسے یاد آ گئے۔

ٹھوکر

زندگی کا تو ایک ہی انجام ہوتا ہے یعنی موت! لیکن انسان بھولتا ہے کہ ہر صبح کا انجام شام، ہر چین کی نیند کا انجام بیداری اور ہر قہقہہ کا اختتام خاموشی ہوتا ہے طلوع آفتاب کا کیا لطف ہوتا جو غروب نہ ہوتا اور ہر وقت سورج سر پر ہی ڈٹا کھڑا رہتا اور ایسی نیند اللہ نہ دے جس سے پھر جاگ ہی نہ سکیں۔ مگر محبت میں ٹھوکریں جتنی خدا نے لازمی سمجھی ہیں اتنی تو اچھی نہیں لگتیں۔ ایک ٹھوکر وہ ہوتی ہے جس میں رقیب صاحب کی جھلک سے دماغ بھنا جاتا ہے۔ لیکن جوں ہی بادل چھٹتا ہے پھر چاندنا ہے۔ کبھی رنجش بھی ہو جاتی ہے لیکن یہ تو فل سٹوپ کی طرح جملہ کو دلچسپ بنا دیتی ہے۔ ایک اور بڑی ٹھوکر ہے جو یار لوگ جان بوجھ کر لگاتے ہیں اور وہ ہوتی ہے سماج کی دولتی اس میں اگر نکل چلا گیا تو خیر ورنہ کھائی تو سامنے ہے ہی، سب ٹھوکریں انسان سہہ جاتا ہے۔ پر سماج کی ٹھوکر سے تلملا اٹھتا ہے۔ کیا کیا کتابوں میں، قصے کہانیوں میں، فلموں میں اس سماج کی ٹانگ گھسیٹی گئی مگر سماج ہے کہ شیر کی طرح ڈٹا ہوا ہے، بات یہ ہے

یہاں سماج کا تو نام ہے اور ٹکر ہوتی ہے۔ انسان سے، خود اپنے پیارے دل کے ٹکڑوں سے، اور پورن جیسے منچلے سوار ہی ٹھوکر نہ کھائیں تو پھر کیا بڑے بھیا جیسے لوٹ لگانے والے کھائیں گے۔ پورن کی چال ڈھال بولی بات نے گھر بھر کو چوکنا کر دیا۔ سب کی نظریں ننشانہ باز توپوں کی طرح حلق پھاڑ کر دونوں کی طرف مڑ گئیں۔ آشا کی خدمات میں آئے دن تبدیلی ہونے لگی اب وہ بجائے نوکرانیوں کے ماتاجی کی لاڈلی بن گئی۔ جو ہر وقت ناگن کی طرح اس کے گرد چکر لگائے رہتی، کھانے پر بھی، وہ منے کی کرسی کے پاس باندھ کر بٹھادی جاتی اور پورن کی کرسی ماتاجی اور راجہ صاحب کے کلیجہ میں گھس گئی وہ خوب اس معصومانہ چوکیداری کو سمجھتا تھا مگر نہ تو اتنی ہمت اور نہ کوئی موقع کہ کچھ تیزی دکھائے پھر بھی چوری چوری سے گیا۔ ہیرا پھیری سے تو نہیں جا سکتا۔ منے پر لاڈ جتانے کے بہانے ماتاجی کے گھٹنے پر لیٹنے کے حیلے سے وہ ایک نظر آشا سے ملانے سے باز نہ آسکا اور پھر جب انسان کا مقصد زندگی ہی نہ ہو تو گیلری میں ڈرائنگ روم کے پردوں کی آڑ میں باغ میں کہیں نہ کہیں تو شہد چھپا اور مکھیاں سونگھ جاتی تھیں۔

منے کی سالگرہ تھی اور گھر چمکایا جا رہا تھا۔ دیوالی بھی آرہی تھی اور پھر کہاں تک مکھیاں ڈنک لئے جان پر سوار رہتیں آشا بھابی جی کے کمرے میں پردے لگا رہی تھی کہ پورن سنگھ بھی بظاہر کچھ ڈھونڈنے جا پہنچے۔

"میرا کمرہ بھی کوئی ایسا سجا دے۔" وہ کرسی پر پیر رکھ کر پاس کھڑا ہو گیا۔

"آپ کے کمرے میں اتنی چیزیں ہی کہاں ہیں جو کوئی سجائے" آشا اب بولا کرتی تھی

"ہنہ۔۔۔ میں بچارا غریب آدمی جو ٹھہرا۔" اس نے بھابی کے چاندی کے سامان پر نظر ڈال کر کہا۔ "بھابی کا ابا تو لکھ پتی ہے۔"

"آپ کیوں نراش ہوتے ہیں۔ آپ کی شادی ہو جائے گی۔ تو کیا اس سے بھی بھاری سامان آئے۔"

"اونہنگ ۔۔۔ یہ نہیں ہونے کا۔۔ ۔۔۔ جو میری بیوی غریب ہوئی تو۔"

"رام نہ کرے جو آپ کی بیوی غریب ہو۔"

"کیوں غریب ہو نہ کوئی عیب ہے۔"

"اور کیا ہے عیب نہ ہوتا تو بڑے لوگ امیر کیوں بنتے۔۔۔"

"مگر میری بیوی تو غریب ہوگی۔۔۔ نہیں ویسے تو بچاری کے پاس سونا روپیہ تو نہیں ہے پر روپ تو بہت ہی ہے۔"

"او ہو۔۔۔ چھوٹے بھیّا تب تو کیا ہے ۔۔۔ مگر ہم تو جب مانیں جب روپ جتنا روپیہ بھی لائے۔"

"مجھے روپیہ نہیں چاہتے اور نہ روپ ۔۔۔ مجھے تو ۔۔۔ مجھے۔۔۔" اور وہ ہکلانے لگا۔ آشا پردے کے چھلّے ڈورے میں پروتی رہی۔

"آشا۔ کیا روپیہ ہی سب کچھ ہے، فرض کرو میں کنگال ہو جاؤں پتا جی کوڑی نہ دیں جیسا کہ وہ کریں گے ہی تو۔۔۔ تو تم۔۔۔"

آشا کے ہاتھ لرز کر چھلّوں کو زمین پر گرانے لگے۔

"بتاؤ آشا۔۔۔ جو میں کنگال ہو جاؤں اور رنجی۔۔۔"

"بھگوان کرے رنجی تو مر ہی جائے۔" آشا نے سوچا مگر وہ بات ٹالنے کو چھلّے اٹھانے لگی۔ "تو رنجی کے پاس روپیہ ہو جائے پھر تمہیں میں یاد بھی نہ رہوں۔"

"آپ کا کیا ذکر ہے، کیوں کنگال ہونے لگے۔" "اوہ بس فرض کرو۔"

"ایسی باتیں نہ کریئے۔۔۔" آشا نے لجاجت سے کہا۔
"تم ایسی ہی اُکھڑی اُکھڑی باتیں کرتی ہو۔۔۔۔۔ آخر تم میری بات کا جواب کیوں گول کئے جا رہی ہو۔۔۔ بولو۔۔۔"
"کیا بولوں۔۔۔۔ آپ جائیں گے نہیں میچ دیکھنے، ریل کا وقت بھی چلا جائے گا"
"سنو آشا میں مذاق نہیں کر رہا ہوں اور نہ اس وقت تمہارے بہانے سننے کا وقت۔ میں نے تم سے کہدیا اور کتنی دفعہ کہدیا اور اب میں پتا جی سے بھی کہہ دوں گا۔
"نہیں۔۔۔۔ پرماتما کے لئے ایسا نہ کیجئے۔۔۔"
"کیوں؟ کیوں نہ کہوں۔۔۔ آخر وجہ۔۔۔۔ وہ میرے بیاہ کا کئی دفعہ ذکر کر چکے ہیں۔"
"تو پھر کر لیجئے نا۔" آشا نے بات ٹالی۔
"یہی تو کر رہا ہوں۔۔۔ کہدوں گا۔۔۔ آشا۔"
"نہیں کچھ نہ کہئے گا۔۔۔ اگر آپ۔۔۔۔"
"ہاں کیا اگر آپ؛ کہو نا۔۔۔۔۔ سنو میں ان سے کہدوں گا کہ شادی کر دیں مجھے روپیہ نہیں چاہئے۔"
"نہیں آپ ایسا نہیں کہہ سکتے۔"
"کیوں نہیں کہہ سکتا، کون روک سکتا ہے مجھے۔"
"میں روک سکتی ہوں۔"
"کیا مطلب، یعنی تم کہدو گی کہ۔۔۔ کہ۔"

"ہاں ۔۔" وہ جلدی سے پردہ لٹکاتے دور چلی گئی۔

"آشا یہ تم پھر میرے ساتھ کھیل رہی ہو۔۔۔ وجہ آخر، وجہ کیا ہ" اس نے اُس کا بازو درشتی سے پکڑا۔

"میری مرضی ۔۔۔ بس ۔۔۔"

"تمہاری مرضی ۔۔۔ ؟ تمہاری مرضی تو کیا تم مجھ سے ذرا بھی پریم نہیں کرتیں اور" اس نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔

آشا پردہ چھوڑ کر تکیوں کے غلاف بدلنے لگی۔

"بولو ۔۔۔ کیا تمہیں ذرا بھی ۔۔۔ بتادو آشا پھر میں تمہیں کچھ نہ کہوں گا۔" اس نے اسے روک کر پوچھا۔

آشا نے چاہا اوپر نہ دیکھے، اس کی آنکھیں تیزی سے بھیگتی جا رہی تھیں۔

"تم ایک دفعہ کہدو۔۔۔ بولو تم مجھ سے ذرا بھی پریم نہیں کر سکتیں اتنا بھی نہیں جتنا میں ۔۔۔ بولو ۔۔۔"

"نہیں" آشا جذبات سے بالکل بے قابو ہو کر پھوٹ نکلی

پورن نے اُسے چھوڑ دیا۔

"اوہ ۔۔۔! ہاہاہا۔۔۔" وہ زور سے ہنسا "جھوٹی! تم کتنی جھوٹی ہو آشا، تم سچ کہتی ہو آشا، اگر میں مرجاؤں تو ۔۔۔"

"بس، بس ۔۔۔ جائیے یہاں سے۔" آشا نے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "کہاں جائے گا آپ کو، ایک، ایک کنگالنی کا ٹھٹا اُڑا کر۔ آپ کا میرا جوڑ نہیں آپ کے لئے تو کوئی رانی چاہیئے۔"

گولی مارو رانی کو۔ تم ہو میری رانی تو، کون کہتا ہے آشا کہ میرا تمہارا جوڑ نہیں ۔ ۔ ۔ وہ دیکھو وہ آئینہ کیا کہہ رہا ہے ۔" آشا نے آئینہ پورن کے سینے پر جھک گیا۔

"میں آج ہی پتا جی سے کہہ دوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ چاہے وہ مجھے مار ہی ڈالیں" وہ آہستہ آہستہ اس کے کان میں کہنے لگا ۔ ۔ ۔ ۔ "اور پھر میری آشا ۔ ۔ ۔ ۔" آشا کی نظر پھر آئینے پر پڑی اور اس دفعہ چمکی کا چہرہ اُسے پیچھے سے آگ برساتا دکھائی دیا۔

"چمکی!" وہ تڑپ کر ہٹی

"چمکی ۔ ۔ ۔ ۔ اوہ وہ چڑیل ہوتی کون ہے کیا تمہیں اب بھی کچھ خیال ہے۔ جلتی ہو اس بچاری سے ۔ ۔"

"نہیں وہ ابھی یہاں کھڑی تھی۔"

"اچھا جاسوسی ۔ ۔ ۔ خیر کچھ بات نہیں۔ چمکی تو کیا کوئی بھی آجائے مجھے کسی کی پرواہ نہیں دنیا آجائے اور دیکھ لے کہ میں آشا سے پریم کرتا ہوں مجھے کسی کا ڈر نہیں۔"

"اچھا یہ ہمت! میں بھی تو دیکھوں اُس سورما کو جو کسی سے نہیں ڈرتا۔" اور ماتا جی اپنے پورے جلال سے تنی ہوئی دروازے میں کالی گھٹا کی طرح منڈلا رہی تھیں۔ آشا کا بس نہیں تھا جو وہ جادو کے زور سے یا تو مکھی بن کر اُڑ جاتی یا پتھر بن جاتی۔ پتھر تو وہ بن ہی گئی ۔

"ماتا جی ۔ ۔"

"چپ رہو ۔ ۔ ۔ لاج نہیں آتی ۔ ۔ ۔ انہیں ہونٹوں سے مجھے ماتا کہتے ہو۔ جن سے دو گھڑی ہوئی موری کی گندگی چاٹ رہے تھے۔"

"مگر سنئے تو ۔ ۔"

"میں نے ایک دفعہ کہدیا کہ چپ رہو۔ میں تمہارے منہ نہیں لگ رہی۔ جسے خاندان کی اور باپ کے اونچے نام کی لاج نہ ہو وہ ماتا کا کیا آدر کرے گا۔ مجھے تو اس چڑیل سے پوچھنا ہے۔۔۔" وہ دو قدم آگے بڑھیں۔

"پہلے آپ میری سنئے۔۔۔ پھر۔۔۔"

"کیوں کمینی۔۔۔ یہ ہم نے تیری سات پشت کو اسی لئے پالا تھا کہ تو ہمیں ہی موقع پا کر ڈس جائے۔"

"بول۔۔۔ بتا۔۔۔ نمک حرام" وہ اور بڑھیں۔ آشا سر سے پیر تک لرز گئی آج تک ماتا جی نے اُسے ٹیڑھی آنکھ سے نہ دیکھا تھا۔ وہ کسی سے بھی ٹیڑھی نہ تھیں۔ ان کی شان اور دبدبہ ہی سے سب لرزے جاتے تھے اور عموماً وہ گھر سے علیحدہ پوجا پاٹ، پڑھنے پڑھانے میں کھوئی رہتی تھیں۔ یہ تو اس قدر اہم معاملہ درپیش تھا۔ اس لئے وہ آسمان سے دھرتی پر اُتر آئی تھیں۔

"تم میری حفاظت میں ہو۔۔۔ آشا" اُس نے اس کے کانپنے سے رحم کھا کر کہا۔ "ماتا جی۔۔۔"

"اوہو۔۔۔ میں بھی تو دیکھوں تمہاری حفاظت، پورن سنگھ تم بھولتے ہو، تم یہاں سے جاؤ اور مجھے اس سے آج اتنا پوچھ لینے دو کہ کیا میری محبت کا اسے یہی اجر دینا چاہیئے تھا۔۔۔"

"ماتا جی شما۔۔۔" آشا تڑپ کر ان کے پیروں پر آن پڑی۔

"شما ہ۔۔۔۔ اب میرا گھر اجاڑ کر مجھ سے ہی شما مانگتی ہے۔ سچ ہے نیچی ذات کا منش منہ لگانے سے سر پر چڑھنے لگتا ہے۔ بول۔ یہ تجھے ہمت کیسے ہوئی۔۔" ماتا جی جب

جلال میں آتی تھیں تو کالی مائی بن جاتی تھیں۔ انہوں نے اُس کے بال پکڑ کر منہ اٹھایا۔

"بس ماتاجی... چھوڑیئے اسے"... پورن نے ان کا ہاتھ پکڑ کر الگ کیا۔ "آپ سنتی تو ہیں نہیں"۔

"پورن! تجھے یہ ہمت..." ماتا جی کا گلا بھر آیا۔

"کیا جھگڑا ہے؟" جھگڑا تو کچھ ایسا تھا کہ راجہ صاحب کو بھی اُن کے بل سے کھینچ لایا۔

"پتاجی"۔

"دیکھ رہے ہیں آپ اپنے سپوت کے لچھن کس صفائی سے میرا ہاتھ مروڑا ہے بھگوان..." وہ سر پکڑ کر دھمکیاں دینے لگیں۔

"پورن چلو تم باہر..." بڑھے بھیّا ماں کے غصّے سے لرز رہے تھے۔

"پہلے ماں سے معافی مانگو..."

"ہیں... ماتاجی شما... مگر یہ سمجھ..."

"چپ رہو پورن، بہت بکواس ہو لی..." اور بھیّا اسے ننھے بچّے کے طرح کھینچتے لے گئے۔

یہ تھی اصلی ٹکّر جو اصلی معنوں میں پورن سنگھ نے کھائی اور اس ٹکر میں وہی ہوا جو ہتھوڑی کے کانچ سے ٹکرانے سے ہوتا ہے مگر کانچ ٹوٹ کر زیادہ بکھرتا ہے اور بکھر کر ہر ننگے پیر چلنے والے کے تلوؤں میں گھس جاتا ہے۔

فیصلہ

بتانے کی ضرورت تو نہیں لیکن فیصلہ تو پھر بھی ہوا۔ پورا کا پورا اجلاس جمع ہوا۔ ماتاجی نے جج کی کرسی سنبھالی۔ مگر کاٹھ کے اُلّو بلکہ گدھ کی طرح راجہ صاحب کو دھر لیا بھلا ایسے غیر دلچسپ قصّہ میں کیا جی لگے جب ہیروئن پڑی کوٹھری میں سسک رہی ہو اور ہیرو کمرے میں زمین ناپ ناپ کر فرش گھس رہا ہے ایسے ہیروئن ہیرو کا اس سے بہتر حشر بھی کیا ہو سکتا تھا اوپر سے پکھری تیار، جب پورن بلائے گئے تو ان کا منہ نیچے کو جھول رہا تھا۔ اور بال بکھر رہے تھے۔ بھابی پردے کی آڑ سے اُن کی یہ گت دیکھ کر ٹھنڈی سانسیں بھر رہی تھی۔ مگر ٹھنڈی سانسیں اگر غصّہ کو دھیما کر سکتیں تب تو ایک بات بھی تھی۔

"آؤ پورن..... یہ کیا جھگڑا اٹھایا ہے بھیّا..."

پتاجی جھگڑا ہی نہ سمجھ چکے تھے۔

"لو وہ پھر انہوں نے اسے بگاڑنے کی ترکیبیں شروع کیں۔ ارے اگر تم ہی

نہ ایسے نرم ہوتے تو یہ بچے دو کوڑی کے کیوں ہوتے۔" حالانکہ انہیں یقین تھا کہ اروپ سنگھ لاکھ روپے کا آدمی تھا۔

"ارے بابا تم تو.... بس... ہاں بے پورن یہ کیا بدتمیزی ہے..... سیدھی طرح.... بس تو کالج جا... ہو چکی یہ امتحان کی تیاری۔"

"پتاجی میں کوئی پاپ تو نہیں کر رہا۔"

"پاپ نہیں یہ بڑا اپن ہی تو ہے جو تو ہم لوگوں کے منہ پر کالک لگا رہا ہے۔"

"وواہ کرنے سے کالک لگتی ہے۔"

"پھر وواہ کا نام لیا... وواہ تو اس جنم سے میرے جیتے جی کرنے کی کوشش بھی نہ کرنا..."

کیوں ہٹ کرتے ہو پورن... دو دن کا جیون ہے، اسے کیوں روگ لگاتے ہو..... فرض کر لو تم نے جیسا کہ کہتے ہو، کر بھی لیا تو یہ تمہاری بھول ہو گی مہا بیوقوفی اول تو تمہاری ماتا مجھے، تمہیں اور اس بچی کو جینے نہ دیں گی بھلا ان کی اس سے نبھے گی؛

"بھگوان نہ کرے جو میں اس سے نباہ کا رشتہ جوڑوں! دیکھو جی تم ادھر اُدھر کی ہانکو مت، صاف کیوں نہیں کہہ دیتے۔"

"ارے بولنے تو تم دیتی نہیں ہو... ہاں تو پورن خود سوچ لو۔ کیسے وہ یہاں رہے گی...... دوسرے وہ..... وہ..... " راجہ صاحب بڑے روشن خیال بنتے تھے ذرا ہچکچائے۔

"مگر پتاجی آپ تو ہریجن پریمی ہیں، آپ کیسے۔"

"ہری جن... یہ اُن کی ہری جن نے ہی تو لٹیا ڈبوئی۔ سوچیں نہ سمجھیں اور بکواس کرنے لگیں۔ کتنا کہا کہ تم بھی اپنے وہی دواؤں کے جھگڑے میں رہو مگر...."

بچارے راجہ صاحب نے کسی زمانے میں کوئی سدا جوان رہنے کی اور طاقت کی دوا بنوانے میں کچھ گڑبڑ مچائی تھی، مگر جوان جوان لڑکوں کے سامنے وہ اس واقعہ کے ذکر سے ہی دبک جاتے تھے۔

"غصہ پورن پر اور بپھر رہی ہو مجھ غریب پر، جیسا کہو کہتا جاؤں۔ مگر کسی طرح چین بھی ہو تمہیں۔"

"سنو پورن تم معاملہ کو سمجھتے ہو، میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا۔ ذرا سوچو تمہاری حرکت کا ہم سب پر کیسا اثر پڑے گا۔ کملا کی سسرال والے کیا کہیں گے.... میری بیوی کے گھر والے کیا سوچیں گے۔ ہم کہاں منہ لے کر جائیں گے۔"

"آپ بہت خود غرض ہیں بھیّا.... آپ کے سسر کون سے شاہ ہیں ساری عمر سود کھاتے بیتی... اور اب۔"

بھابی بچاری کانپ کر دور ہٹ گئی۔

"کچھ بھی ہو تمہارا کہنا کسی طرح بھی نہیں مانا جا سکتا۔"

"نہیں مانا جا سکتا تو نہ مانا جائے۔ منوانا کون ہے؟ یہی نا کہ پتا جی مجھے کنگال کر دیں گے۔ بس لبواس کی مجھے رتی بھر پروا نہیں۔"

"ہاں:... پروا نہیں اور پھر وہ جسے تم بڑی دیوی سمجھتے ہو ضرور تم سے "واہ" کرے گی! ارے وہ تجھ پر تھوکے گی بھی نہیں، اسنا۔" ماتا جی بولیں۔

آپ اسے نہ سمجھ سکیں اور نہ کوشش کی!

"ارے میں۔ بیچ عورتوں کو خوب سمجھتی ہوں۔"

"بس ماتاجی رہنے دیجئے... پتاجی .... بھیّامیرا جواب سُن لیجئے ...... میں آشا سے شادی کروں گا اور آپ کہتے ہیں یہ ناممکن ہے تو دکھا دوں گا۔ کہ ناممکن باتیں بھی کبھی کبھی ممکن ہو جاتی ہیں۔ میں آج ہی یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ پھر آپ لوگوں کو کوئی بُرائی نہ دے گا۔"

"تم جہاں بھی جاؤ ہمارے لئے بدنامی اور کلنک کا ٹیکہ لگواؤ گے اور بھی چار لوگ یہی کہیں گے کہ بڑا لالچی بڈھا ہے۔ غریب لڑکی تھی اس لئے۔"

"آج کل کے لوگوں کے دماغ بھی تو خراب ہو گئے ہیں۔"

"تو پھر... پھر مجھے کسی طرح چھٹکارا نہیں۔"

"نہیں... تم ہمارے یہاں پیدا ہوئے ہو اور.."

"کاش میں کسی کنگال کے گھر پیدا ہوتا کہ مجھے طعنہ تو نہ ملتا۔ مگر پھر کہے دیتا ہوں کہ میں آج ہی چلا جاؤں گا اور مجھے بہت افسوس ہے کہ پھر بھی آپ کو بدنامی سے بچاؤ نہیں۔" پورن پیر پٹختا چل دیا۔

"ہے کیسے نہیں... پورن سنگھ ابھی ننھے ہو تم" اُروپ نے آہستہ سے کہا۔

"پتاجی۔ بس ایک ہی ترکیب ہے۔ وہ یہ کہ آشا کو کہیں بھیج دیجئے اور پورن کو خبر نہ ہو۔ ورنہ یوں چلے جانے میں وہ خود جو دُکھ جھیلے گا سو الگ بدنامی تو رہے گی ہی..."

"کہاں بھیج دیں؟"

"کیوں... اگر کملا کے پاس بھیج دیں اور اسے تمام معاملہ سمجھا دیں تو وہ ضرور دیکھ بھال رکھے گی۔"

"نہیں جی میں اب اپنی بیٹی کا گھر جلانا نہیں چاہتی۔" اسے تو اس کے گاؤں

ہی ڈلوا دو۔" ماتا جی جانتی تھیں کہ کرن سنگھ کس قدر شوقین مزاج داماد تھے۔

"ماتا جی گاؤں میں تو پورن پہونچ جائے گا۔"

"تو پھر اس ڈائن کو زہر دے دو۔"

"ذرا غصّہ کو دھیما کیجئے۔"

"اروپ ٹھیک کہتا ہے، کملا اس کی دیکھ بھال اچھی کرے گی اور پورن کے پرکھوں کو بھی پتہ نہ چلے گا۔"

بس لاڈ پیار سے لائی ہوئی آشا سمٹ سماٹ کر کملا کے یہاں کوسوں دور پہنچا دی گئی۔ شرم اسے یوں آئی کہ کملا کیا سوچتی ہوگی۔

مگر کملا کچھ زیادہ سوچ بچار کی عادی نہ تھی۔

جب پورن کو ننھی شیلا نے بتایا کہ "آشا دیدی گئی۔" وہ سانپ کی طرح بل کھا اٹھا۔ پہلے تو وہ گاؤں دندناتا پہنچا۔ مگر پھر وہ بھیّا سے لڑنے آیا۔

"میں خوب سمجھتا ہوں بھیّا... میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا آپ کی سُریلی بیوی تو آپ کو پسند نہیں اور آشا کے لئے آپ جبھی اتنے پریشان ہیں۔"

غصّہ میں انسان پاگل ہو جاتا ہے۔

"پورن کیا کہہ رہا ہے یہ تو"، اُن کے حواس گُم ہو گئے۔ "پورن میں تو تیرے بھلے کے لئے کر رہا ہوں۔ ورنہ میرے بھیّا میرا بس ہوتا تو میں..."

تمہارا بس ؟ بھیّا تمہارا تو"، خوب بس تھا جبھی تو تم نے یوں میرے ہاتھ پیر کاٹ دیئے۔ بھیّا تم میرے ہمیشہ سے دشمن ہو، میں مر جاؤں تو خوش ہو نا ساری جائداد کے مالک تو ہو گئے۔"

"پورن بس کرو۔ ایسے بول نہ نکالو جن سے بعد کو پچھتانا پڑے۔ تم تو میرے بھائی نہیں بیٹے کے برابر ہو۔ اگر ایسا ہی مجھے دولت کا پیار ہوتا تو جان بوجھ کر تمہاری شادی ماتا پتا کی بغیر مرضی کروا دیتا، تاکہ وہ تمہیں کوڑی نہ دیں پورن مجھے ایسا نہ سمجھو۔۔۔ پرماتما کے لئے یوں میرا دل نہ دُکھاؤ۔"

اروپ کی بڑی سنجیدہ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

"پھر آپ نے اسے کہاں بھیجدیا۔ آپ مجھے اس کا پتہ بتا دیجئے۔"

"میں نے اسے نہیں بھیجا، وہ خود ہی چلی گئی اس نے کہا وہ تمہارا جیون خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔ پورن وہ دیوی تھی۔۔۔۔۔۔ اس نے یہ بھی کہا کہ وہ مر جائے گی مگر اب تم سے لاگ نہ رکھے گی۔"

"بھیا۔۔۔۔ کیوں کہا اس نے ایسا۔۔۔ وہ مجھ سے پریم نہیں کرتی۔"

"نہیں پورن۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا نا۔۔۔۔۔ وہ دیوی ہے، وہ تم سے پریم کرتی ہے۔ جبھی تو وہ گئی۔۔۔۔ تم مانو تو۔۔۔۔"

"مگر اب میں کیا کروں بھیا؛ پورن نے کھوئے ہوئے بچے کی طرح بڑبڑانا شروع کیا۔

"تم مرد ہو۔۔۔۔ مردوں کا کام عورتوں کی یاد میں رونا نہیں۔ وہ چلی گئی تو تمہاری سمجھ اور عقل تو نہیں لے گئی۔۔۔۔ گاؤں کا کام دیکھو، امتحان کی تیاری کرو۔"

"مگر میں اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔"

"تم اُسے دُکھ دوگے۔۔۔ پورن۔"

"دُکھ۔۔۔ آہ۔۔۔" وہ سسکیوں سے رونے لگا۔

بھول گئے

دنیا ہی بھول جاتی ہے۔ چھری کا گھاؤ بھرا اور دکھ دھیان سے اُترا۔ ماں بچہ جنتے وقت توبہ کرتی ہے خدا سے دعا مانگتی ہے کہ وہ بانجھ بھلی اور اُدھر دکھ بیتا اور وہ نئے بچے پر فدا ہونے لگتی ہے اور دوسرے بچے کی آس باندھنے لگی۔ مگر پورن تو ٹھیک بھولا:۔ آشا مر گئی۔ بسنا اسے طاعون لے گیا۔ گاؤں بھر طاعون میں اجڑ گیا۔ رنجی سا پہلوان لوٹ گیا۔ اس کی بڑھیا ماں کی کمر ٹیڑھی پڑ گئی۔۔۔ آشا مر گئی پورن کی آشائیں مرگئیں وہ بہت کچھ بھول گیا۔ کتنا بہت سا ہنسنا بھی بھول گیا۔ منّا کتنا بڑا اور شریر ہو گیا تھا اور دوسرا منّا بھابی کی چھاتی سے آن لگا۔ مگر وہ انہیں پیار کرنا اور گدگدانا بھی بھول گیا۔ آشا ہوتی تو اُسے سب کچھ یاد رہتا وہ دکھا دیتا کہ وہ بزدل نہ تھا۔ وہ صرف پتاجی کے روپے کے آسرے پر پیدا نہیں ہوا تھا۔ وہ دکھا دیتا کہ دنیا میں جینے کے کتنے راستے ہیں۔ مگر یہ آشا کیوں مرگئی کیسا بھولا۔ کہ بھولا کی "تائی" کو بھول گیا۔ یہاں تک کہ وہ خود چھیڑ بیٹھی۔ مگر وہ تو بھول گیا۔ یہاں تک کہ وہ خود چھیڑ بیٹھی۔ مگر وہ مسکرا کر چپ

ہو رہا۔ اور بڑھیا کے دُکھی دل میں ٹیس سی اٹھی، اور وہ کھلا گئی۔

"پورن شیلہ کی سالگرہ ہے، کیا دو گے تم۔۔" بھابی اٹھلائی۔

"کیا دوں۔۔" پورن سر جھکا کر بولا۔

"میں بتاؤں۔۔۔۔۔ اری شیلہ کیا لے گی؟" اور پھر اس نے شیلہ کے کان میں نہ جانے کیا سکھا دیا کہ وہ بولی۔

"چاچی۔۔ ہیں ممی چاچی۔۔۔"

"ہاں! تو اپنے چاچا سے کہہ۔۔۔"

پورن چونکا اٹھ کر چلا گیا۔

"تم شادی کر لو۔۔۔۔ ماتا جی کتنی دکھی ہیں۔"

"ہاں بھیا۔۔۔ یہ سب میرے ہی کارن دُکھی ہیں۔"

"نہیں پورن۔۔۔۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ شادی سے تمہاری صحت ٹھیک ہو جائیگی۔"

"واہ بھیا شادی کوئی دوائی ہے کہ بیمار اچھے ہو جائیں اور کون کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔"

"پورن میرے لال۔۔۔" ماتا جی نے گھٹنے پر لٹا کر پیار سے کہا۔ "کیا یہ ارمان چِتا میں لے کر جاؤں گی میرے دو لال ہیں ان میں سے ایک کا بیاہ اپنے ہاتھوں سے نہ کروں۔"

پورن تھوڑی دیر چپکا پڑا رہا، نہ جانے کیا کیا باتیں دل میں مچلتی رہیں جی چاہا ماں سے پٹ کر رونے لگے۔ بچپن میں جب کوئی چیز ماں چھین لیتی تھی تو وہ یہی کرتا تھا اور وہ اسے فوراً دے دیتی تھی۔۔۔۔۔ مگر اب آتش کو تو موت ہی چھین لے گئی۔

چاند میرے۔۔ تمہارے پتا بھی بوڑھے ہو رہے ہیں۔ کیا سمجھتے ہو ان کے من میں تمہارے
وواہ کا ارمان نہیں۔"

لفظ "وواہ" نے سوئے ہوئے ذکر جگا دیئے۔ نہ جانے اسے کیا کیا یاد آگیا۔ پر ماں
بھی کیا چیز ہے، آپ کی بوٹیاں کاٹ ڈالے مگر پھر آپ اس کے جسم کے ہی تو ایک ٹکڑے
ہیں اور پھر ان آنکھوں میں کتنا پریم تھا۔

"پورن گئی باتوں کو جانے دو۔ ماں کی بھول بھی ممتا کا ایک پھیر ہے۔ ممتا
ہی میں ماں بچے کو خون پلا کر پالتی ہے اور ممتا ہی میں مار ڈالتی ہے۔ تو کیا وہ ماں
ڈائن ہو گئی۔۔۔۔ بیٹا۔۔۔۔" اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلیں۔۔۔۔

"میں کیا سکھی ہوں۔"

"اچھا ماں اب۔۔۔۔"

"تم بیاہ کر لو۔۔ تمہیں خوش دیکھ کر دو دن میں بھی جی لوں گی۔۔۔۔ ورنہ"

"جو جی میں آئے کیجئے ماتا جی!" وہ اٹھ کر کمرے میں جا پڑا۔ لیٹے لیٹے جی گھبرایا۔ تو
دراز میں سے پھول نکال کر دیکھنے لگا۔ یہ وہی پھول تھے، لال لال، بھیا کے گالوں
جیسے لال پھول جو دھرتی نے اگلے تھے اور وہی دھرتی آشا کی خاک کو نگل چکی تھی، اب
یہ پھول سیاہ ہو چلے تھے جیسے جما ہوا مردہ خون!

جب کملا کی نند کے لئے پورن کی مانگ گئی تو وہاں سب کی باچھیں
کھل پڑیں۔

"پورن اپنا ہی لڑکا ہے" کملا کی ساس جو سارے سمدھیانہ
کے نام پر ناک بھنویں چڑھاتی تھی پیار سے بولی۔

"ہاں۔ ماتاجی پورن بڑا ہنس مکھ ہے بالکل اپنی شانتا جیسا..."
"تم جو چاہو سو کرو... ." بڑھیا خوشی دبا رہی تھی۔
"بھول گئے! اتنی جلدی بھول گئے پورن سنگھ جی" آشانے اپنی کوٹھری کی زمین پر گر کر سوچا۔
کاش وہ اپنے گاؤں میں ہوتی تو رنجی پہلوان کی طرح اسے بھی ڈس جاتا۔!

■

آگ

ایک تو وہ آگ ہوتی ہے جو چولہے میں دن رات بھڑکتی رہتی ہے اور پھر ایک وہ ہوتی ہے جو کسی کی نادانی سے سوکھے چھپر میں لگ جاتی ہے اور کاغذ کی طرح پھک سے ہو جاتا ہے۔ اب سنتے ہیں وہ آگیں بھی ہوتی ہیں جو بم کے گولوں سے پھیل جاتی ہیں اور دم کے دم میں اونچی اونچی کوٹھیوں کو بھسم کر دیتی ہیں۔

لیکن وہ ننھی سی چنگاری جو بھوبل میں پڑی ہولے ہولے سلگا کرتی ہے۔ وہ بھی تو آگ ہوتی ہے نہ کسی محل و محلے کو جلائے نہ کچھ، پر جہاں دبی پڑی رہتی ہے آس پاس کی بھوبل ہلکی ہلکی تپش سے سفید اور بیجان ہو جاتی اور ایسی ہی کوئی چنگاری کہیں کلیجہ میں جا چھپے تو ویسے تو جسم کھاتا بھی ہے پیتا بھی ہے اور سبھی کچھ کرتا ہے۔ مگر وہ دھیمی دھیمی آنچ اور وہ میٹھا میٹھا درد کچھ من بھٹکا سا رہتا ہے۔ آشا بھی تو شانتا بائی کا جہیز سی رہتی تھی۔ مگر ہاتھوں سے اور دل گزری ہوئی باتوں کے ساتھ دھوپ چھاؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔ بھگوان نہ کرے کیا وہ یہ چاہتی تھی کہ پورن پاگل ہو جائے

یا اس کے دُکھ میں سدا کنوارا ہی بیٹھا رہے، اُس نے جان بوجھ کر تو محبت کی نہیں اور پھر کی بھی تو اس پر شاباشی اور ہمت افزائی کے سننے کی امید ہی نہ تھی۔ لیکن پھر بھی۔ پھر وہ چاہتی کیا تھی یہ وہ بالکل اکیلے میں اپنے من سے بھی نہ کہہ سکتی تھی۔

کچھ تو کرتا پورن ۔۔۔ کچھ تو بولتا ۔۔۔ وہ دور نہیں اس کی اپنی بہن کے یہاں تھی۔ وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ بہت دفعہ ہماری پیٹھ کے پیچھے رکھی ہوئی چیز جس کے لئے ہم تڑپ رہے ہیں ہمیں نہیں ملتی۔

"آشا ۔۔۔ دیکھو تو تم نے سارے پھوسڑے نکال دیئے ہیں اس میں" شانتا نے اسے کوئی کپڑا دکھا کر ایک جھٹکے سے خوابوں کی دنیا سے گھسیٹ لیا۔

"کیا ۔۔۔ ہاں ۔۔۔۔ شانتا بائی، یہ کپڑا ہی ایسا ہے۔ میں نے تو بہت سنبھالا۔"

"خاک سنبھالا ۔۔۔ اب اسے الگ سینا ہاتھ سے۔ تمہارا تو من ہی نہیں لگتا ۔۔۔" وہ کپڑا آشا پر پھینک کر چل دی۔

"اوہو۔ آشا دیوی سلائی کر رہی ہیں۔" شام لال ہمیشہ اترا کر بات کرتا تھا کرن سنگھ نے نہ جانے کن خصوصیات کو دیکھ کر اسے چھوڑا تھا بس وہ ان سے ڈرتا بہت تھا اور یہی ادا کرن سنگھ کو اس کی بھا گئی تھی وہ انہیں کی ذات برادری کا ہو گا۔ یا بنتا تھا۔ مگر گھر میں ایک غریب رشتہ دار کی حیثیت سے رہتا تھا۔ جب سے آشا آئی تھی، حسب عادت اس نے اُس سے بھی شروع کر دیا تھا۔ مگر یہ ڈر خوب تھا۔ جہاں وہ اسے اکیلا دیکھتا اور میٹھی میٹھی ڈری ہوئی آنکھوں سے دیکھنے اور نرم نرم باتیں کرنے لگتا۔ آشا کچھ نہ بولتی۔

"تو ہم سے خفا ہو، آشارانی ۔"

"منشی جی بھلا میں آپ سے کیوں خفا ہوتی ۔" آشا نے ایسی تلخی سے جواب دیا جو خفگی سے بھی بدتر تھی ۔

"تو تم سے بات کرو تو منہ موڑ لیتی ہو، جانتی ہو آشا دیوی ہمارے من کی کیا حالت ہو رہی ہے ۔"

"منشی جی آپ چاہتے ہیں کہ میں بہو جی سے کہوں ۔"

"ارے رام یہ ظلم ۔ ۔ ۔ مگر سنو تو ۔ ۔ ۔ کوئی بات کرنا پاپ ہے ۔"

"آپ شانتا بائی سے بات کریئے نا ۔ ایسا ہی شوق ہے تو ۔ ۔ ۔ ۔"

"اوہو ۔ ۔ ۔ خیر ۔ ۔ ۔ مگر آشا دیوی ہم نے بچارے غریب آدمی ہیں ہماری عادت نہیں کہ اپنی حیثیت سے اونچا ہاتھ پھیلائیں ۔"

شام لال نے آشا کی کہانی سن رکھی تھی ۔

"منشی جی دَیا کیجئے ۔ ۔ ۔ اور کچھ آپ کو کہنا ہے ۔ ۔ ۔" آشا اس کے طعن سے رونے پر آگئی ۔

"خیر، ہم تو کہتے ہیں ۔ آدمی کو اپنے رستے پر چلنا چاہئے ۔ کیوں اونچی اونچی اٹاریوں پر چڑھیں، منہ کے بل گریں ۔"

"ہاں آپ ٹھیک کہتے ہیں منشی جی ۔"

"تو پھر ۔ ۔ ۔ آشا ہم تم سے بات بھی کر لیتے ہیں تو ۔ ۔ ۔"

"بات یہ ہے منشی جی ہیں ۔ ۔ ۔ میں ۔ ۔ ۔ آپ جائیے یہاں سے ۔"

آشا اس کی نرم نرم آواز سے جل گئی ۔

"ہاں ... پر اب شانتا بائی کی شادی ہو رہی ہے۔ سنا ہے لڑکا بہت سُندر ہے .... کیوں ہے نا؟"

شام لال اتنا چالاک تھا مگر صورت ایسی بے وقوفوں کی سی بنائے رکھتا تھا کہ بس بڑی سی بڑی بات مصری کی ڈلی کی طرح حلق سے اتار دیتا اور لوگ دیکھتے رہ جاتے۔

"اور شانتا بائی کے ساتھ بھی تو دو ایک آدمی جائیں گے۔ تم ہی چلی جاؤ نا!"

آشا کا بس چلتا تو کتے کی زبان میں خوب سوئیاں چبھوتی، مگر سر جھکائے بیٹھی رہی اور جب وہ چلا گیا تو نہ جانے کیوں آنسو روکے نہ رک سکے۔

شادی کا دن بھی آن پہنچا۔ کملا بھو کی لاپرواہیاں کوئی نئی نہ تھیں نہ جانے کتنی چیزیں عین وقت تک کے لئے نہ آسکیں۔ نہ جانے کتنے کپڑے ہنا ٹنکے ادھورے رہ گئے۔ اور آشا مشین کی طرح ان پر جٹا دی گئی۔ برات اتنی دھوم سے آئی کہ راجاؤں کی بھی نہ آئی ہوگی۔ گھنٹوں تو رسالہ پلٹن نکلتی رہی اور پھر ہاتھی گھوڑے، آشا بھی دو تین چھوکریوں کے ساتھ ایک کھڑکی میں پھنسی تماشا دیکھتی رہی۔

"ارے ذرا ہٹو تو چڑیلو! ...." شانتا بائی نے دو ایک کو الگ کرکے کھڑکی میں اپنا سر اڑا دیا۔

"ہٹو جی .... تمہیں برات نہیں دیکھنے دیں گے .... واہ جی کہیں دلہن بھی اپنی برات دیکھنے بچوں کی طرح دوڑتی ہوگی؟"

ایک بولی۔ "مگر اپنی بائی ہے بھی تو بچہ .... میں تو اپنی برات دیکھنے کے لئے مچل گئی تھی تو میرے تاؤ نے گود میں لے کر خود دکھائی۔"

دوسری بولیں۔ "پھر ہاتھی پر دولہا گڈے کی طرح بیٹھے نکلے، پھولوں اور کپڑوں

کے بنڈل میں سے چہرہ بھی نہ دکھائی دیتا تھا۔ شانتا شوق اور تجسس کا مجسمہ بنی اس کا چہرہ ڈھونڈھ رہی تھی اور آشا اس کی نظروں سے وہ چہرہ دور کب ہوا تھا، برات ٹھہر گئی اور سب عورتیں دوسری طرف بھاگیں آشا کھوئی ہوئی وہاں کھڑی رہی، اُسے جانا بھی کہاں تھا۔ آہستہ آہستہ اس کا سر چوکھٹ پر گر گیا اور لمبی لمبی سانسیں کھینچنے لگی۔

شادی کی دھوم دھام سے علیحدہ وہ ماتاجی کی اُجڑی ہوئی حویلی میں خاموش پلنگڑی پر پڑی تھی کتنی دیر سے وہ سونے اور جاگنے کے درمیان کی حالت میں پڑی تھی دل ڈوبتا تھا اور اس میں ایک ہوکا سا لگتا تھا اور وہ جاگ پڑتی تھی، پھیرے پڑ چکے تھے۔ گولے اور پٹاخے پھٹ رہے تھے آشا کو جیسے صبر آگیا۔ ہو چکا۔ اب سب کچھ جب تک شادی نہ ہوئی تھی، ایک مبہم سی آس بندھی ہوئی تھی۔ مگر اب وہ بھی بجھ گئی۔ اس کے پیر ایک دم دروازے کی طرف اُٹھنے لگے۔ آخر اب کیا حرج ہے کیا اس کی آنکھوں نے بھی کوئی پاپ کیا ہے جو وہ کچھ بھی دیکھ نہ سکیں، اور پھر وہاں اسے بھیڑ بھاڑ میں کون دیکھے گا۔۔۔ کون پہچانے گا، وہ جلدی جلدی خیمہ کی ڈوریوں سے بچتی ہوئی ٹھوکریں بچاتی چلی۔ ہال قمقموں سے جگمگا رہا تھا۔ دلہن اور دولہا بیٹھے تھے وہ بھیڑ کو چیر کر ایسی جگہ کھڑی ہو گئی جہاں سے وہ کم از کم پورن کو دیکھ سکتی تھی۔ وہ سب کچھ بھول کر بچی کی طرح دلہن دلہا دیکھنے آئی تھی مگر وہی دل پھر اُبھرنے ڈوبنے لگا۔ پورن بت کی طرح خاموش بیٹھا تھا کس قدر بدل گئی تھی اس کی شکل، پیلی رنگت! اور اُبھری ہوئی آنکھیں مگر سنہرہ مکٹ اس کی سفید رنگت پر کتنا بھلا لگ رہا تھا جیسے پریوں کا شہزادہ آشا نے اُسے سوائے کالے پیلے سوٹ کے کسی چمکتے کپڑوں میں نہیں دیکھا تھا۔ آج تو وہ نرالا ہی پورن تھا۔ کتنا بدل گیا۔ انسان ایک زندگی میں کتنے جنم لیتا ہے۔ بھابی بھول کی

طرح کھلی ہوئی اُس کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ اور ایک تھالی میں پانی بھر کر کچھ عجیب سی رسم ہو رہی تھی دلہن اور دولہا کی ہوشیاری کا مقابلہ ہو رہا تھا کہ کون اُس پانی میں سے انگوٹھی لے لے۔ پورن کئی دفعہ جیت چکا تھا جیت کیا چکا تھا، بھابی اس کا ہاتھ بچوں کی طرح پکڑے تھی۔

دروازے کے سامنے ہی تھوڑی سی جگہ صاف کر کے ناچ بھی ہو رہا تھا آج چمکی نہ جانے کتنے دنوں بعد ناچ رہی تھی۔ رسم کے ختم پر سب اس کے ناچ کی طرف متوجہ ہو گئے اور بھیڑ زیادہ بڑھی۔

باہر آتش بازی چھوٹ رہی تھی۔ ایک بان نہ جانے کب آ کر پردہ کے پاس گر گیا تھا اور پردہ مع ساتھ کے کواڑ اور کاغذ کی سجاوٹ کے ہولے ہولے سلگ رہا تھا۔ چمکی جیسے شراب پئے تھی۔ اس کی آنکھیں چڑھی ہوئی تھیں اور گال تمتمائے ہوئے بجلی کی روشنی میں شعلہ لگ رہے تھے۔

آشا نیچی ہونے کی وجہ سے ایک اسٹول پر کھڑی کندھوں پر سے جھانکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ آگ چھپی ہوئی بڑھ رہی تھی۔ ہولے ہولے نیچی نیچی اور اب قالین بھی جل رہا تھا۔ ناچ موت کی سی تڑپ کے ساتھ تیز ہو رہا تھا جیسے گرنے سے پہلے کبوتر پھڑ پھڑاتا ہے۔

کوئی منچلی آشا کے اسٹول پر چڑھنے لگی، توازن بگڑا اور آشا کے منہ سے ایک چیخ نکلی اسٹول تو سنبھل گیا۔ مگر کھیل بگڑ گیا۔ پورن کی بھرپور نظر آشا کی آنکھوں میں اتر گئی اور وہ تھوڑی دیر کے لئے سُن ہو گئی۔

آشا... "پورن نے بے وقوفوں کی طرح سانس کھینچی، جیسے کوئی بھوت کو مرگھٹ سے آتا دیکھ کر بے جان ہو جائے، پورن کھڑا ہو گیا۔ مگر اتنے میں آشا کا اسٹول الٹ گیا اور وہ

جیسے قبر سے نکل کر پھر غڑاپ سے اُسی میں ڈوب گئی۔ پورن کے چہرے پر دیوانگی اور گھبراہٹ سے موت کی سی زردی چھاگئی وہ آنکھیں پھاڑے دیوار کے اُس حصّہ کو تکتا رہا جہاں ذرا دیر پہلے آشا کا دُکھی چہرہ اس کی آنکھوں میں کوئی سندلیہ دے کر غائب ہو گیا۔

"کیا ہے پورن ..." بھابی نے اس کا ہاتھ ہلایا۔

"آشا ..... بھابی ..... ابھی ..."

"کیا ہے پورن .... کیسی دیوانی باتیں کرتا ہے۔"

"بھابی وہ ابھی تھی ...... وہ یہاں تھی ...."

"پورن ... بچے بنے جاتے ہو .... بھلا وہ یہاں کہاں ...."

"مگر بھابی یہ سپنا بھی نہ تھا .... وہ یہاں تھی۔" پورن نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا ..."وہ مری نہیں بھابی!"

"پورن میرے بیرن ..... کیسی بھولی باتیں کرتے ہو، وہ مری یا جی تم ذرا دیکھو آہستہ بولو ...." کملا بولی۔

"مگر بھابی ..."

"اگر مگر کیا پورن ..... اب تمہیں کیا۔ کہ وہ مری یا نہیں، تم نے شادی بھی کر لی ... اب کہیں۔"

"شادی .... مگر کیا وہ زندہ ہے۔"

"پورن چلو ذرا باہر چلو۔ تمہارا جی ٹھکانے نہیں ہے ....." بھابی بات گول مول کر کے کہنے لگی۔

مگر آگ بھڑک چکی تھی، شعلے فرش دروازے اور پردے میں لپک رہے

تھے ۔۔۔۔ اور چمکی ۔۔۔۔ چمکی ناچ رہی تھی۔ آگ اس کے مہین دوپٹے میں لہرا رہی تھی۔ مگر وہ مست تھی۔

"آگ !" یہ چیخا اور ایک پٹاخے کے ساتھ چمکی دو ایک بار پھڑ پھڑائی جیسے شمع پر جل مرنے سے پہلے پتنگا لہراتا ہے اور وہ اوندھے منہ گری۔ آگ! سب کو نظر پڑی ۔۔۔ اور ذراسی دیر میں بجلی کا تار جل اٹھا ایک قیامت برپا ہوگئی۔ شعلوں کی روشنی میں پورن نے سہمی ہوئی شانتا کی طرف ایک بار دیکھا۔ دھوئیں اور گرمی سے وہ گر رہی تھی اور کسی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ ذراسی دیر میں شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اس نے گرتی ہوئی شانتا کو سنبھالا اور پچھلے کمرے کی طرف بڑھا۔ بجلی کے تار سے اوپر بھی آگ لگ رہی تھی۔ وہ برآمدے کی طرف مڑا۔ باہر دھندلی روشنی میں اس کی روح پھر دنیا سے کھینچ کر مرگھٹ میں پہنچ گئی ۔۔۔ آشا دنیا سے بے خبر دیوار سے سر ٹکائے کھڑی تھی

"آشا" پورن کے گلے سے نکلا۔

آشا چونک پڑی۔ مگر زیادہ دیر کے لئے نہیں، شانتا کو پورن کے بازووں میں دیکھ کر وہ پھر اسی طرح بے کسی کے دریا میں ڈوب گئی اس کے جسم کی ساری نسیں ڈھیلی ہوگئیں اور گرم گرم دھوئیں نے اس کا حلق بھینچ دیا۔

پورن نے شانتا کو چھوڑ دیا جو حیران دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے اڑتی اڑتی کچھ افواہیں سنی تو تھیں۔

پورن آہستہ سے بڑھا۔ اُسے یقین تھا کہ یہ آشا کی روح ہے جو مرگھٹ کی خاک سے اٹھ کر اس کی شادی کو جتانے آئی ہے۔ وہ جھجکتا بڑھا کہ کہیں وہ ہوا میں غائب نہ ہو جائے۔

"نہیں۔" آشا نے دیوار سے چمٹ کر کہا۔ اور پورن روح کی اس پکار پر تڑپ اٹھا۔ اس نے آہستہ سے اس کا بازو چھوا اُسے یقین تھا کہ وہ صرف ایک واہمہ ہے لیکن جب بجائے خالی ہوا کے اس کا ہاتھ آشا کے سرد جسم سے مس ہوا تو وہ جاگ اٹھا۔

"پورن ....." شام لال کی آواز نے بتایا کہ وہ زندہ ہے۔ لیکن شاید شیام لال نے آشا کی روح کو نہیں دیکھا۔

ایک لمحہ میں پورن نے قبضہ کر لیا اور ایک جھپاکے سے آشا کو لے کر برآمدے میں نکل آیا۔

"آشا... اب تم نہیں جا سکتیں مجھے یوں چھوڑ کر...." اس نے ایک پیاسے کی طرح اسے کلیجہ سے لگا کر کہا۔ "بولو یہ کیا چال تھی سارے گھر کی!..... میں سمجھا.... اب میں سمجھا لیکن بس اب ہو چکا کھیل۔ چلو آشا ہم تم بھاگ چلیں اس مکار دنیا سے۔ چلو!" وہ جلدی جلدی پیڑوں کی آڑ میں بڑھنے لگا۔

آشا ایک کاٹھ کی پتلی کی طرح بے حس تھی۔ اور پورن اسے ننھے بچے کی طرح ایسے پکڑے ہوا تھا گویا وہ کھلونا تھی اور بڑی مشکل سے وہ کھو کر ملی تھی ہاتھ سے چھوٹی اور پھر کھو گئی۔ وہ اسے مرگھٹ سے گھسیٹ لایا تھا۔

"مگر ٹھہرو آشا ذرا ٹھہرو... میری چچی اور اس کے بچے نہ جانے ان کا کیا حشر ہوا ہوگا۔ "تم یہاں ٹھہرو میں ذرا دیکھ آؤں۔" اُسے پیڑ سے گڑیا کی طرح ٹکا کر وہ چل دیا۔

پورن اُدھر آگ سے الجھ رہا تھا اور اُدھر آشا پانی سے۔ وہ پانی جو آگ سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ اور جمی چٹان اکھیڑ پھینکتا ہے

شام لال پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ پورن کے ہٹتے ہی وہ آشا کے قریب پہونچ گیا

"ہوں۔۔۔ تو یہ ترکیب ٹھیک ہے۔۔۔ کیوں آشا دیوی کہتی تو ہو گی کہ منہ سے نوالہ کھینچ لائیں۔۔۔" نہ جانے شام لال کس مٹی سے بنا تھا کہ چاہے کیسا ہی معاملہ ہو اس کے مزاج میں ذرا بھی بل نہیں پڑتا تھا۔

"رانی صاحبہ۔۔۔ ہے تو بات ٹھیک۔۔۔ مگر یہ بھینٹ اچھی نہیں۔" لفظ بھینٹ پر آشا نے سر اٹھایا۔

"یہ پورن سنگھ جی کے جیون کی بھینٹ تو کچھ۔۔۔۔۔ ذرا اونچی ہے" آشا پھر بھی تو بنی بیٹھی رہی۔

"تم نے یہ بھی سوچا اس کا وواہ ہو گیا ہے۔" آشا کے جیسے کسی نے کلہاڑی مار دی۔ مگر وہ ہلی بھی نہیں۔

"اس کا وواہ ہو گیا ہے۔۔۔ اور اب اس کا ہی نہیں شانتا بائی کا جیون بھی ان کے ساتھ ہے شانتا بائی انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔"

کیسے مزے کی بات ہے کہ عورت عورت پر ظلم کرتی ہے اور مرد کو مجرم بناتی ہے! ذرا سوچو آشا دیوی اب کیا ہو گا۔ تم پورن کے سنگ چلی جاؤ گی کہاں اس کے ماں باپ پیاروں سے دور، اس کی عزت دولت سب کچھ لٹا کر۔۔۔۔ اور تم سمجھتی ہو کہ ایسی قیمتی ہو کہ تمہیں پاکر وہ جگ کو تیاگ دے گا وہ خیر تیاگ بھی دے تو بھی تم عورت ہو۔

آشا کے دل میں پھر ایک طوفان اُٹھ رہا تھا۔ وہی طوفان جس میں بہت سی کمزوریاں بہہ جاتی ہیں

"اور تمہیں کیا ملے گا۔۔۔ تم تو ایک ویشیا ہی کہلاؤ گی۔" آشا نے یہ تو

سوچا بھی نہ تھا۔

"تمہاری حالت ایک ویشیا جیسی ہی ہو گی۔ جس نے پورن سے سب کچھ چھٹا دیا"
شام لال بات کو مؤثر پاکر اور تیز ہوا۔

"آشا دیوی ... میں جانتا ہوں کہ تم دیوی ہو۔ سنو میں ہوں تو الو مگر دنیا
کی ریت رسم سے تم سے زیادہ واقف ہوں۔"

"میں ... میں کیا کروں ..."

"تم ابھی یہاں سے چلدو ... تم یہاں سے چلی جاؤ تو پورن تمہیں نہ تلاش کر سکے
گا۔ اس سے کہدیا گیا تھا کہ مر گئی ہو۔ مگر اب وہ ذرا غل مچائے گا۔ لیکن اگر تم اُسے نہ ملو گی
تو وہ شانت ہو ہی جائے گا۔ وہ سیدھا سادہ آدمی ہے ایسا آدمی کیا اعتبار کے قابل
ہو سکتا ہے۔ کیا عجب جو دو دن میں وہ تم سے بھی تھک جائے۔ ہاں اور دیکھو۔ تم چلی جاؤ گی
تو وہ تمہیں کیا یاد رکھ سکے گا۔ وہ اب بھی تم کو بھول چکا تھا۔ وہ تو مزے سے شادی بھی
کر رہا تھا اور میرا کہنا سنو۔ تم دیکھ لینا کہ چار دن میں وہ پھر تمہیں بھول جائے گا۔ ایسا ہی ہے
تو آزما دیکھو۔"

آشا اٹھ کھڑی ہوئی "میں چلی جاؤں گی۔"

"ہاں دیکھو جلدی کرو۔ یہ ادھر سڑک ہے۔ پاس ہی گاؤں میں پہنچ جاؤ گی اور گاڑی
کر کے اپنے گاؤں پہونچ جانا۔ تمہیں روپیہ چاہیئے۔"

شام لال نے اسے بٹوے میں سے کچھ دیا۔

"میری بات یاد رکھنا۔ اگر پورن تمہیں بھول نہ جائے تو میرے منہ پر سنو جوتے لگانا ...
سمجھیں ... میں تو تمہارے ہی بھلے کو کہتا ہوں ... جلدی جاؤ کوئی آ نہ جائے۔"

سکون

ایک چیز پیس ڈالو اور اسے میٹ کر رکھدو تو کیا وہ واقعی مٹ جاتی ہے ؟
تھوپ تھاپ کر دیواروں پر چونا لگا دو۔ پھر چھٹ جاتا ہے۔ ہنیل پر چاندی چڑھا دو
تو کیا وہ زخم نہیں رہتا۔ ہاں وہ زخم نہیں رہتا سڑ کر ناسور بن جاتا ہے۔

پورن کو جب آشیانہ ملی تو وہ ٹھوکر کھا کر گر گیا۔ ٹھوکر بھی ٹھیک کھائی ورنہ وہ
شاید اس سڑک پر دوڑ جاتا جس پر آتا گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔ آگ کی گڑبڑ جذبات
کی تھکان اور اس پر سردی میں ٹھنڈی زمین پر گرنا۔ پورن کئی دن کے لئے بیکار
ہو گیا۔ وہ اُس کا بخار دورانِ سر اور گھر بھر کی پریشانی کا بوجھ۔ جیسے کسی نے کوئلوں
کا دھواں دماغ میں بھر دیا۔ توبہ توبہ وہ کس قدر بے قوف تھا۔ ایک مصیبت بن کر رہ
گیا تھا۔ اس نے دوبارہ ذرا اپنے رویہ پر نظر ڈالی۔ اس میں اور پاگل میں فرق کیا
تھا۔ اور پھر اُس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ دنیا کے اس زبردست دھارے سے کشمکش
کرنا چھوڑ کر ہیر ہاتھ چھوڑ دے۔ اُسے خود اپنے اوپر بھروسہ نہ رہا تھا۔ دن رات کی لکچر

بازی سے بھی وہ تنگ آگیا تھا۔ اور اس طرح ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ کر اسے ایسا سکون ملا کہ وہ اسی میں گم ہو گیا۔ جتنی دوائیں کوئی کھلاتا وہ کھا جاتا کوئی ہنساتا تاہنس دیتا کوئی بٹھاتا تا بیٹھ جاتا اور دوسروں کے جلانے پر وہ جینے لگا۔ معلوم ہوا پُرسکون دریا میں بہتے چلے جا رہے ہیں۔

"کچھ پڑھا کرو پورن ....." ایک دن بھیّا نے رائے دی اور وہ فرمانبردار بچے کی طرح کتاب لے کر بیٹھ گیا۔ نہ جانے اس نے کتنی پڑھ لی، کتنی دلچسپ تھی وہ کتاب، کتنی باتیں لکھی تھیں۔

پھول.... لال لال پھول..... آگ... ٹھنڈی ٹھنڈی زمین اور اس میں کھویا ہوا سادہ سفید چہرہ... وہ ڈوبتی ہوئی آنکھیں مرگھٹ اور ٹھنڈی چتا!

"ہیں... پورن یہ ڈکشنری پڑھ رہے ہو؟" بھابی حیرت سے بولی، بھیا کچھ کھیلا کرو نا آؤ کیرم کھیلیں..."

"یہ گوٹ کس مزے سے اسٹرائکر دھکا دیتا ہے اور وہ غڑاپ سے گڈھے میں جا گرتی ہے اور اسٹرائکر پھر بورڈ پر دندنانے لگتا ہے۔ وہ گرا یا وہ ہمارا... کالی سفید گوٹیں نہیں ایک لال بھی تو ہے۔ سرخ جیسے خون کی بوند لو وہ بھی گئی۔" وہ سوچتا...

"چل بے ڈھنگے میری گوٹیں ڈال رہا ہے۔" بھابی ہنسی مگر وہ پورن کا بیوقوف چہرہ دیکھ کر اداس ہو گئی۔

وہ.... خود بھی تو ایک گوٹ ہے جسے گڈھے میں اسٹرائکر ڈال دیتا ہے۔ اور پھر نکال کر تختہ پر جما دیتا ہے۔ جب آدمی جل جاتا ہے تو کیا مرگھٹ سے راکھ اٹھ کر پھر آجاتی ہے اور وہ پھر اسی طرح تھکی ہوئی نظروں سے گھورتی ہے۔

اور پھر لوگ اسے دوائی پر دوائی کیوں دیئے جا رہے تھے۔ اوہو وہ بیمار تھا۔۔۔!

ضرور ہوگا جبھی تو۔۔۔۔ آخر لوگوں کو اس کی بھلائی تو منظور ہے۔ جبھی تو اُسے بھر بھر کر ڈبہ

دوائیاں کھلائی جاتی ہیں! لوگ اسے کتنا چاہتے ہیں۔

اور اس کی بیوی۔ اوہو بالکل بھول ہی گیا تھا۔ اس کے سنگ اس نے مقدس آگ کے گرد پھیرے کھائے تھے بالکل ٹھیک لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اب اس کا کیا کرے

وہ بیوی تو تھی ہی اس کی۔ اب کیا انتظام ہونا چاہیئے ٹھیک وہ کل اس کے پاس جائے گا۔ ضرور اور پھر۔ پھر وہاں جائے گا۔ پھیرے ہوئے تھے نا۔

مگر ان پھیروں کے خیال سے اسے چکر آنے لگا۔ آخر یہ پھیرے ہوتے کیوں ہیں ایک دن وہ بھی تھا کہ اسے پھیروں کا کتنا چاؤ تھا۔ وہ بھولا کی نائی سے پھیرے کرانے کو کہتا تھا بھولا کی تائی کالی سفید گوٹوں کی طرح کبھی کی گڈھے میں جا پڑی اور اس کی گدڑی کے سنگ اسے بھی پھونک دیا گیا۔ لیکن یہ روحیں پھر مرگھٹ سے آجاتی ہیں اور وہی پیار بھری آنکھیں اپنے سے کتنے قریب ہو ایں معلق ہو جاتی ہیں۔ وہی خاموش شرمیلی آنکھیں جو اپنی زبان میں چٹاپٹ بولا کرتی تھیں۔

اور وہ اپنی دراز کھولتا جس میں ابھی تک وہ لال لال پھول پڑے تھے میلے جمے ہوئے خون کے رنگ کے، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے۔۔۔۔ وہ شعلوں کی طرح بھڑک اٹھتے اور چمپی کا چہرہ وہ جو پورن نے آخر بار دیکھا تھا انگارے کے رنگ کا اُن میں ڈوبنے اچھلنے لگتا وہ کرسی پر گر جاتا اور کرسی زمین پر۔ پھر شانتا نہ جانے کیوں سسکیاں بھر بھر کر روتی! اور اسے پھر دوائیاں کھلائی جاتیں۔ مگر سکون تھا مکمل سکون جیسے سڑتے ہوئے تالاب کے پانی میں سکون ہوتا ہے موت کا جیسا خاموش تھکا ہوا سکون۔

■

ہٹ

کچھ دن تو شانتا شرماتی رہی، لیکن پھر آہستہ آہستہ وہ اسے دوائیں دینے لگی، کبھی دو ایک باتیں بھی کر لیتی۔ "لیٹ جاؤ۔ اٹھو، چلو، کھاؤ، پیو"۔ بس اس سے زیادہ نہ بولتی تھی اور نہ پورن سمجھ سکتا تھا۔ وہ پاگل تو نہیں تھا۔ کھاتا تھا پیتا تھا اور کپڑے پہنتا تھا، ہاں دوسرے تیسرے بخار کبھی کھانسی، کبھی درد سر اور کبھی پریشانی، یہ تھا اس کا مرض وہ سڑی ہوتا تو کاٹ نہ کھاتا کسی کے وہی پورن جو ذرا سی بات پہ بادل کی طرح گرج کر طوفان بن جاتا تھا اب بہت ہی نیک ہو گیا تھا۔ پھر لوگوں کو اس سے شکایت تھی، وہ کسی کا کیا بگاڑتا تھا آہنسا میں کس کا زور چلتا ہے۔

"پورن... بہو سے کبھی بات بھی نہیں کرتے۔" بھابی نے اسے ایک دن ذرا تندرست دیکھ کر پوچھا یہ وہی پورن تھا اور وہی بھابی۔

"ہیں؟.... اوہ.... کرتا تو ہوں بھابی۔"

"جھوٹے.... آخر یہ سوگ بھی کوئی مرد مناتا ہوگا۔" عورتیں جیتا میں جل جاتی ہیں

مگر مردوں کے لئے اگر وہ چاروں طرف سے کچلے جائیں تو بھی بے حیا کھلونے کی طرح ڈٹے رہنا لازمی ہے۔ اپنے اپنے قانون ہیں۔

"بھابی میں کس بات کا سوگ مناؤں گا۔ میں نے بیاہ رچا لیا، سب ہی کچھ تو ہو گیا ... بات یہ ہے ذرا میری طبیعت اچھی نہیں رہتی۔"

"کچھ نہیں اس سے زیادہ تم بیمار پڑے اور اب کیا تم بیمار ہو یوں ہی وہم سا ہو گیا تمہیں تو پورن دیکھو شانتا کیسی اداس رہتی ہے اس کا دل بھی تو ہے تم کبھی بھول کر بھی اس سے بات نہیں کرتے۔"

"کون میں؟ بھابی کرتا تو ہوں ..." پورن بہو سے بات تو کرتا تھا مگر جس "بات" کا ذکر بھابی کر رہی تھی وہ اور ہی تھی۔ آخر بہو کو دکھ کیا تھا؟ ہندوستانی عورت کو تو صرف پتی چاہئے اور پتی موجود تھا۔ پھر اب وہ اور کیا لڈو چاہتی تھی، بدمعاش وہ نہیں تھا راتوں کو وہ غائب نہیں رہتا۔ مارتا وہ نہیں، زیور بیچ کر شراب وہ نہیں پیتا، دوسری عورتوں سے تاک جھانک نہیں کرتا۔ پھر آخر وہ کیا روحانی دکھ دیتا تھا کہ شانتا مظلوم مجسم نظر آتی تھی۔ یہ عورت ذات بھی کس قدر ڈھکوسلہ باز ہے۔ اور خصوصاً وہ عورتیں جو خود کو نیک اور پاکباز کہے جانے کا آبائی حق رکھتی ہیں۔ مگر ذرا میاں بیمار پڑا ہوا۔ اور اس کے ساتھ وہی سلوک شروع ہو جاتا ہے جو دودھ سوکھ جانے کے بعد قصائی گائے کے ساتھ ادا رکھتا ہے اور ذرا سے بہانہ پر رنڈی کا پیشہ اختیار کر کے دنیا سے ہمدردی وصول کرنے لگتی ہے خوب دستور تھا کہ کمبختیں کھٹملوں کی طرح چتا میں پھونک دی جاتی تھیں ورنہ آج کو نہ جانے دنیا میں کتنی طوائفیں ہوتیں۔

پورن سزا دے رہا تھا اور یہ ایسی مہاتما گاندھی قسم کی سزا تھی کہ کسی کا بس ہی

نہ چلتا تھا۔ شادی تو کروا دی تھی اور اب "ہنسانا رولانا کسی کے بس کی تو بات نہ تھی اور دراصل وہ بیمار بھی تھا۔ شادی کی رات کو اسے ٹھنڈی زمین پر پڑے پڑے ٹھنڈ نے جکڑ لیا تھا۔ جو اس کے کلیجہ میں بیٹھ گئی تھی۔

"جب کسی کی طبیعت ہی ٹھیک نہ ہو تو بات بے بات کیا ہنسے" اور وہ بات نہ سننے کے انداز سے چادر میں منہ ڈھانک کر لیٹ گیا۔

"تم جانو۔۔۔۔ لیکن ذرا اسے دیکھو۔۔ تین مہینے میکے رہ آئی، تم بھر" بھابی جانتی تھی پورن کچھ نہیں سن رہا ہے۔

"بہو تم ذرا پورن کا خیال رکھا کرو۔ دیکھو وہ کیسا کھویا کھویا رہتا ہے" بھابی نے دوسرا پتا چلا۔ شانتا سر جھکا کر خاموش ہو گئی۔ ان تلوں میں تیل ہوتا تو بھلے ہی دن نہ ہوتے۔

"ڈاکٹر کہتے ہیں گھبرانے کی کوئی بات نہیں، ذرا ضدی انسان ہے سدا ہی اپنی بات منوائی۔ کچھ دن کی بات ہے تم اس سے بات چیت تو کیا کرو۔"

"بھابی جی۔ وہ جواب کب دیتے ہیں، جیسے سنتے ہی نہیں، اور جو زیادہ بولتی ہوں تو منہ ڈھانک کر لیٹ رہتے ہیں۔ آپ نہیں جانتی۔" شانتا عورت تھی اور جو ہتھیار اس کے پاس تھے وہ سارے استعمال کر چکی تھی۔ مرد تو تھی نہیں جو چڑھ بیٹھتی اس پر۔

"ماتا جی کا خط آیا ہے۔" پورن خاموش بیٹھا ایک اخبار کی تصویریں دیکھ رہا تھا۔ شانتا نے اسے جگانا چاہا۔

"لکھا ہے ہولی پر آجاؤ"

پورن ایک بکرے کی تصویر کو غور سے دیکھ رہا تھا جو چاروں پیروں سے ایک ذرا سی کھونٹی پر کھڑا تھا۔ انسان سے زیادہ تو یہ جانور دم دار ہوتے ہیں۔ "ہوں" وہ بولا نہ جانے شانتا سے یا تصویر سے۔

"آپ کو بھی بلایا ہے۔ لکھا ہے دونوں آجاؤ۔" شانتا کا جی چلّا چلّا کر رونے کو چاہتا تھا۔

"کیا میں اکیلی چلی جاؤں۔" وہ صبر سے بولی۔

"ہوں ہوں۔" پورن نے سر ہلایا۔

"آپ۔۔۔ مجھے ہمیشہ ایسی ہی۔۔۔ آخر میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ آپ میری صورت سے نفرت کرتے ہیں۔" اس کے آنسو بہہ نکلے۔

"میں۔۔۔ شانتا۔۔۔ میں۔۔۔" وہ اس کے آنسوؤں سے ڈر گیا اور گھبرا کر اخبار چھوڑ دیا۔

"اس میں میرا کیا دوش ہے کہ ماتا پتا نے آپ کے پلّے باندھ دیا مگر شانتا کی آواز گھٹنے لگی۔

"تو۔۔۔ تم کیا کہتی ہو۔۔۔ شانتا میرا جی اچھا نہیں۔" پورن نے شرمندہ ہو کر کہا۔ شانتا ایسے بے جگرے انسان کے آگے کیا اپنے آنسو بہاتی اس کے جانے کے بعد پورن نے سر جھکا لیا اور پھر وہی بکرے کی تصویر دیکھنے لگا اس کا دل بُری طرح گھبرانے لگا اور وہ کرسی کے ہتّے پر ٹیکے نہ جانے کب تک بیٹھا رہا۔ شام کو اسے چھینکیں آئیں اور زکام ہو گیا آخر بات کیا تھی۔۔۔ وہ باوجود غور کرنے کے نہ سمجھ سکا۔ اس نے غور کرنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ذرا وہ کوئی بات سوچتا اور اس کا دماغ گھوم جاتا۔ اس نے آخر کو سکون ہی اختیار

کیا تھا۔ کتنا مزہ تھا اس سکون میں، ہم چپکے پڑے ہوئے ہیں اور لوگ ہیں کہ کوٹھلوں پر لوٹیں لگا رہے ہیں۔

"اوہو۔۔ شانتا بہو تو کمرے ہی میں گھسی رہتی ہیں۔ جب دیکھو کمرہ میں، جب دیکھو کمرے میں۔۔۔" ماہیش نے آکر شانتا کو چونکا دیا اور وہ جلدی سے آنسو چھپانے لگی۔

"ارے رام رام آنسو۔۔۔ شانتا رو رہی ہو؟ بھئی ہم نہیں بولتے" ماہیش نے اپنا لمبا چوڑا جسم کرسی میں اڑاتے ہوئے منہ بنایا۔

"ہنہ جب دیکھو ٹسر ٹسر رویا جا رہا ہے۔ مانا کہ بھئی۔۔۔ مگر۔۔۔" وہ خود ہی خود بڑبڑایا ۔۔۔ "جی میں آتا ہے اُسے پورن کو تو بس جھنجھوڑ کر پھینک دوں تمہیں جب شانتا تمہیں روتے دیکھتا ہوں تو جانتی ہو کیا حال ہوتا ہے؟ خون کھول جاتا ہے خون!" ماہیش کے جسم میں تھا بھی گھڑوں خون!

"میرے بھاگوں ہی میں رونا لکھا ہے" وہ نڈھال ہو کر جھک گئی۔

"خوب۔ اچھے بھاگ ہوئے جن میں رونا لکھا ہو۔ ایسے بھاگ اٹھا کر چولہے میں جھونکو اور منش اپنے بھاگ آپ بناتا ہے۔ سنا۔"

"کوئی اپنے بھاگ بھی بنایا کرتا ہوگا۔ خوب ماہیش بھیا آپ بھی!"

"خود ہی بناتا ہے اور خود ہی بگاڑتا ہے۔ مگر شانتا ہم سے تو تمہاری ہر وقت بسورتی شکل نہیں دیکھی جاتی،" ماہیش نے اپنی میٹھی میٹھی آنکھوں کو آدھا بند کر لیا۔

"تو نہ دیکھیئے" شانتا نے ذرا بن کر کہا۔

"نہ دیکھوں؟ بھئی واہ خوب کہی۔۔۔ جیسے دیکھنا نہ دیکھنا اپنے بس کی بات ہے" "ہاں جب ایک چیز بری معلوم ہو تو۔۔۔ پھر" شانتا مڑ گئی۔

"شانتا تم ہنستی ہو یا ... یا پھر میں تم نے مجھے نہیں سمجھا۔" نہیش کا چہرہ رنگ بدلنے لگا۔
شانتا تم سے کیسے کہوں ... اوہ تم ...؟ شانتا سر جھکائے کشن پر پھول گنتی رہی۔

جب ایسے موقعوں پر عورتیں پھلجھڑی کی طرح ناچ پڑیں تو جانو پھیر الٹا پڑا ... اور اگر خاموشی! تو یہ خاموشی ... خاموشی ہی ہے۔ شانتا میں نہ اتنا بل جو وہ پھلجھڑی کی طرح چمکے اور نہ نہیش اتنا کمزور کہ بنجر زمین میں دانہ بونے لگتا۔

تو شانتا بھٹک رہی تھی، نہ جانے بھٹکنے کے کیا معنی ہیں۔ بعض دفعہ ہم بھٹک کر ٹیڑھے راستے سے سیدھے راستے پر آجاتے ہیں لیکن ہمیں احساس نہیں ہوتا۔ دنیا میں سیدھے اور ٹیڑھے راستے میں کچھ یوں ہی سا فرق ہے۔ بعض وقت کیا عام طور پر ٹیڑھے میڑھے کانٹوں دار راستے سورگ میں لے جاتے ہیں اور سیدھی سڑک پر انسان بے لاٹھی کے اندھے کی طرح بھٹکتا پھرتا ہے اور مزہ یہ کہ اسے معلوم بھی نہیں ہوتا۔ نہ جانے لوگ سیدھے راستے کی کیوں کھوج کرتے ہیں، سیدھے راستے عموماً بھولے بھالے روشن اور سپاٹ ہوتے ہیں کہ گدھا بھی بنا چھیڑے چل پڑے تو پہنچ جائے۔ مگر یہ ٹیڑھے راستے ان کی گہرائیاں چھپے چھپے کانٹے اونچے نیچے پتھر ایک دکھ ایک ٹیس ... یہ کہاں مل سکتے ہے۔

شانتا کے سامنے بھی دو راستے تھے، ایک تو وہی راستہ تھا جس پر وہ چل رہی تھی یعنی ورنا ہندوستانی بیوی بن کر جگ کی لاڈلی اور رنیک اور پارسا جہاں وہ مٹی کے ڈھیلے کی طرح لڑھک رہی تھی۔ اس سے بھی بدتر مٹی کے ڈھیلے سے کبھی کوئی گھاس پھوس کا تنکا تو اُگ آتا ہے۔ وہ بھی کبھی کسی مصرف میں آجاتا ہے۔ مگر وہ تو اور ہی کچھ تھی۔ اس ٹھنڈی چتا میں سال سے اوپر اُسے جھلستے ہو گیا۔ کاش پورن کی طرح اس کو بھی کوئی روگ لگ جاتا۔ مگر روگ تو اُسے لگا ہوا تھا۔ پر یہ کیسا روگ تھا جو اس کے دامن کو ہر وقت گدگداتا رہتا اور دن بدن

اس کا جسم زیادہ لچکدار اور آنکھیں زیادہ باتونی ہوتی جارہی تھیں۔ کیوں ہیش کے مضبوط جسم کو دیکھ کر اسے ہلکے ہلکے زلزلے جیسے ہلکورے محسوس ہونے لگے۔ کیوں جی کہتا تھا کہ وہ گوشت و پوست کا بھاری بھرکم انجن اس کی ہستی کو پیس رہا ہے لیکن ایسے نہیں پیس رہا ہے کہ روح پامال ہو جائے۔ بلکہ جیسے صندل کو سخت پتھر سے گھس دو تو وہ مہک اٹھتا ہے اسی طرح اس کی روح دل دماغ پس پس کر نئے سانچوں میں ڈھل رہے تھے ہیش کوئی لفنگا بدمعاش اور آوارہ نہ تھا، اس نے کبھی کسی پنچ نوکرانی سے پریم کا ناتا نہیں جوڑا، اس کی بیوی موجود تھی اور دو بچے بھی۔ وہ گرہستی تھا۔ پھر یہ کونسی طاقت شانتا کو پکار پکار کر اس کی طرف کھینچے لئے جاتی تھی جیسے کھانے کی خوشبو سونگھ کر خود بخود آپ کے نتھنے چوڑے ہو جاتے ہیں اور آپ لمبی لمبی سانسوں کے ذریعہ لذیذ کھانوں کی خوشبو معدے میں کھینچ لے جاتے ہیں اسی طرح ہیش کی چاپ سن کر شانتا کی روح کے دروازے چوپٹ کھل جاتے ہیں اور وہ اس کی ایک ایک بات ایک ایک آواز دل کی گہرائیوں میں جذب کر لیتی ہے۔

جس طرح رادھا جی گرد ھاری کی بنسری سن کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ مکھن کی مٹکی لے کر نکل پڑتی تھیں۔ بالکل اسی طرح وہی پاک اور مقدس جذبہ شانتا کو کھینچ لاتا اور پورن کی ہستی ایک بوجھل لاش کی طرح فراموشی میں ڈوب جاتی۔

ایک بات کتنے ہولے ہولے ہوتی ہے۔ چاند کتنی خاموشی سے دبے پاؤں ننھے سے حقیر کانٹے کی شکل میں نکلتا ہے اور ذرا ذرا کر کے کتنی جلدی بدر کامل بن جاتا ہے کوئی اسے بڑھتا نہیں دیکھتا۔ لیکن پورن کی آنکھیں چاند تو چاند دامن میں لگے ہوئے شعلوں تک کو نہ دیکھ سکتی تھیں جو دیکھ بھی لیتی تھیں تو سمجھتی نہ تھیں اور شاید سمجھتی بھی

ہوں مگر بنتی نھیں نہ جانے کتنے پاگل ہمیں الّو بنانے کے لیئے پاگل بنے ہماری نادانی پر ہنستے ہوں گے۔

مہیش کوئی غنڈا تو نہ تھا جو اسے کچھ ڈر ہوتا۔ وہ پورن کے سامنے ہی گھنٹوں شانتا سے باتیں کیا کرتا مگر اس زبان میں جسے سمجھنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ پورن نے کبھی خیال نہ کیا اور وہ کرتا بھی کیوں صرف ایک دفعہ جب مہیش شانتا کی چوڑیاں جو بہت تنگ تھیں اتار رہا تھا تو چوڑی ٹوٹ کر خون نکل آیا۔ کوئی جان بوجھ کر تو نکالا نہیں۔ مگر جب مہیش نے خون چوس کر صاف کر دیا تو پورن کو تعجب ہوا۔ جب وہ اس کے ہاتھ پر جھکا ہوا تھا تو اس کی شکل بالکل بھوکے کتے جیسی تھی اور پورن کو یقین تھا کہ وہ سب خون چوس جائے گا مگر شانتا بجائے زرد اور کمزور ہونے کے دوگنی سُرخ پڑ گئی۔ تب جاکر پورن کو اطمینان ہوا۔ ایک دن اور اسے بہت تعجب ہوا۔ جب اس نے دیکھا کہ ڈرائنگ روم میں شانتا صوفے پر اوندھی لیٹی تھی تو مہیش نے اسے پہلے چت کیا پھر پھول کی طرح دونوں ہاتھوں میں اٹھالیا۔ مانا کہ مہیش کے ہاتھ بہت چوڑے اور بلیے تھے مگر پورن اپنے ہاتھ دیکھنے لگا۔ وہ کتنے دھبوں دار اور ٹیڑھے تھے۔ وہ یوں ہی آزمانے کے لیے صوفے کے پاس گیا۔ پہلے تو اس نے تکیہ کو آہستہ سے چت کیا اور پھر جلدی سے اسے پھول کی طرح اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ چمک اٹھا۔ اس نے آہستہ سے تکیہ کو واپس لٹا دیا اور پیاری نظروں سے اسے دیکھنے لگا اسے بہت بُرا معلوم ہوا جب اس نے اپنے بوڑھے نوکر لچھمن کو خوفزدہ نظروں سے اپنی طرف دیکھتے پایا۔ وہ جلدی سے کمرے میں چلا گیا۔

پورن کی آنکھیں تو خیر ٹم ہو چکی تھیں اوروں کے تو آنکھیں تھیں اور لچھمن کی تو گدی میں بھی آنکھیں تھیں جو چاروں طرف ناچا کرتی تھیں۔

"چھوٹے بھیّا کتنے دنوں سے آپ سے ایک بات کہنے کی تھی کوئی موقع نہ ملا... پر آج ہم نے کہا چلو کہہ ہی دیں۔" وہ ایک دن دروازے کی چوکھٹ پر آ بیٹھا۔

"ہوں.... کہو...." پورن کتاب میں لائنیں گنتے ہوئے بولا۔ "کیا کہیں سرکار... آپ کھد نہیں دیکھت ہیں کتنے کمجور ہو گئے ہیں۔"

"ہاں لچھمن دوائی تو پیتا ہوں۔"

"دوائی پیت ہو.... کا دوائی.... میں کہت ہوں چھوٹے بھیّا ابھی ٹھیک ناہیں۔"

"کیا...." پورن پھر لائنیں گننے لگا۔ "کیا دوائی ٹھیک نہیں۔ تو تم ہی بتاؤ کچھ۔"

"اب ہم سے پوچھت ہو گی کا؟.... کچھ گھر بار کی بھی کھبر ہے۔" لچھمن نے ذرا زور سے کہا۔

"گھر بار کی؟ ہاں لچھمن.... ہے تو.... کیوں...؟"

"کھاک... کھاک تم کا کھاک کھبر ناہیں۔"

"نہیں ہوں گی.... مگر کیا ضروری ہے کہ مجھے خبر ہی ہو، چلو تمہیں ہے جاؤ چائے لاؤ میرے لئے۔ دیکھو۔"

"کیوں نہیں ہمیں کا کھبر نہ ہوئے تو پھر کا.... کوئی اور ہمرے۔"

"لچھمن.... چائے لاؤ.... دیکھو پتیاں کم ڈال کر اس دن کی طرح کالی سیاہ نہ ہو۔"

"چھوٹے بھیّا...." لچھمن نے ضبط سے کہا۔ "آپ کا معلوم ہے کسی سے"۔

"لچھمن چائے لاؤ...." پورن نے ضدی بچے کی طرح کتاب میز پر پٹخ دی اس کا جی چاہتا تھا زور زور سے چیخے۔ لچھمن کو اس کے دل کی خبر نہ تھی۔

"اچھا سرکار.... ٹھیک.... مگر...." لچھمن پتھر میں جونک نہ لگتی دیکھ کر چل دیا... مگر ایک ہو، دو ہو تو کوئی بھگتے.... ایک دن....

"پورن کیا کر رہے ہو" اروپ سنگھ دیر تک بیٹھنے آئے تھے۔ انہوں نے اپنا کوٹ اتار دیا۔

"میں.... کچھ نہیں... بھیّا"۔ وہ ذرا خوش مزاج بن کر بولا۔

"پورن سنگھ.... تمہاری شادی کو دو سال ہونے کو آئے لیکن تمہاری حالت میں کوئی فرق نہیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے تم بیمار نہیں ہو۔"

"ڈاکٹر تو گدھا ہے بھیّا...." پورن ذرا مسکرایا۔

"وہ کہتا ہے تم جان بوجھ کر... میرا مطلب ہے یونہی وہم کرتے ہو پورن ذرا ہوش میں آؤ۔ لچھمن کہتا تھا۔ تم خود سمجھدار ہو" وہ ایک دم رک گئے۔

"کیا کہتا تھا لچھمن؟" پورن کی حالت بہتر تھی۔

"کہ.... کہ.... شرم کرو پورن.... تم مرد ہو آخر کو.... تم کیسے برداشت کرتے ہو۔"

"ہاں بھیا میں مرد ہوں... کون کہتا ہے میں مرد نہیں... یہ ہاتھ یہ پاؤں"! اس نے ذرا مذاق میں ہاتھ اکڑائے...." دیکھئے کھاتا ہوں پیتا ہوں دیکھئے کتنا بڑا مرد ہوں! شادی کر کے گھر بسایا ہے، اب بھگوان نے چاہا... تو"

"اوہ پورن.... شرم نہیں آتی تمہیں...."

"مجھے.... ہی... ہی.... اوہ مجھے.... وہ کیوں آئے بھلا شرم کی کیا بات ہے۔"

"سنو.... اب یہ بات حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے، میں تمہارا آنا جانا اور شانتا سے ملنا پسند نہیں کرتا۔"

- "وہ کیوں بھیّا۔"

"وہ اس لئے کہ شانتا پاپ کی طرف جا رہی ہے۔"

"پاپ کی طرف.... آپ کا مطلب ہے وہ ہیش سے پریم کرتی ہے اس لئے۔"

"کس مزے سے کہہ رہے ہو گویا کوئی بات ہی نہیں" اروپ حیرت سے بولے۔

"اگر وہ ہیش سے پریم کرتی ہے تو... بھیّا اسے کر لینے دو سنا بھیّا اُسے کرنے دو۔"

وہ بے چین ہو کر دونوں ہاتھ ملنے لگا۔

"پورن.... سنو بھیّا... وہ پریم کرتی ہے۔ یہی نا کرنے دو اُسے...." وہ جوش سے کھڑا ہو گیا۔ "تم نے کبھی پریم نہیں کیا، تم نے کبھی ایسے پریم نہیں کیا کہ... کہ... تم اس میں بھسم ہو گئے ہو... تم نے پریم کیا کیسے؟.... بھابی سے تمہاری پر یتما تمہاری گود میں لا کر ڈال دی گئی جب تم نے پریم کرنا سیکھا... اور..."

"وہ تمہاری استری نہیں؟ بولو شانتا تمہاری استری نہیں۔" وہ کچھ ہار چکے۔

"پنڈتوں کی اٹرم سٹرم سے تو وہ میری استری ہے مگر..."

"تو پھر تم اُسے روکو...." اروپ سمجھتے تھے استریاں بھی سائیکلیں ہیں کہ بریک لگا دو رک جائیں گی۔

"کیا میں روکوں؟.... نہیں بھیّا اسے پریم نہیں دے سکتا تو پھر اگر وہ پریم کی بھیک کسی دوسرے سے مانگتی ہے تو کیسے روکوں؟" آج جیسے پورن اپنی کینچلی بدل رہا تھا۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر نہایت سلجھے ہوئے لہجہ میں وہی کچھ بول رہا تھا جو وہ سوچا کرتا تھا۔ وہ آرام لینے کے لئے کرسی پر لیٹ گیا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو پورن!...." بھیّا نے غصّہ سے کہا۔

"آج سے نہیں مدت ہوئی مجھے پاگل ہوئے۔" پورن جیسے انتقام پر تلا ہوا تھا۔

"تمہیں خاندان کی لاج بھی پیاری نہیں۔"

"مجھے تو بھیّا کسی قسم کی لاج اور شرم نہیں آتی ...... نہ جانے کتنے دن ہوئے میری قوت احساس ہی کچل گئی۔ مجھے اب کچھ نہیں پیارا۔" وہ تلخی سے مسکرایا اور خالی کیرم کے تختے پر ناخون بجانے لگا وہ کنکھیوں سے آروپ کو دیکھ لیتا تھا جو چوٹ کھائے ہوئے ناگ کی طرح کمرے میں بے چین ٹہل رہے تھے وہ ویسے ہی تختے پر گوٹیں جماتا رہا ہے، اُسے آج کچھ احساس فتح سے بے کلی سی ہو رہی تھی۔ وہ اپنے دُکھ کا بدلا کتنے جنوں سے لے رہا تھا اور کس معصومیت سے بعض وقت چوٹ کھائی چڑیا بھی شکار کھیل جاتی ہے۔ شیر کو پھانسنے کے لئے بچھڑے کی قربانی دینا ہی ہوتی ہے۔ پورن نے جان کی بازی لگا کر یہ میدان جیتا تھا۔ بکرا تو جان سے گیا مگر شیر بُرا اپھنسا تھا۔

لچھمن نے اُسی وقت اُسے ایک خط لا کر دیا۔ پورن اُسے کھول کر روشنی میں دیکھنے لگا اگر ابھی ابھی آپ کو کوئی خبر دے کہ ہندوستان آزاد ہو گیا بالکل آزاد اور آپ پریذیڈنٹ چنے گئے ہیں، یا انگریز سنیں کہ ساری جرمن فوج پر آسمان سے سورج کا ایک دہکتا ہوا ڈھما گر پڑا اور وہ جل کر راکھ ہو گئے اور ہٹلر کو قطبی ریچھ نے پھاڑ کھایا تو ان کا کیا حال ہو۔ بس وہی پورن کا حال ہوا لیکن وہ اتنا چھچھورا نہ تھا وہ خاموشی سے خط پڑھ کر بولا۔

"یہ لیجئے ..." اس نے خط اروپ کے سامنے ڈال دیا اور سگریٹ سلگانے لگا۔ نہ جانے کیوں اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ مگر چہرے پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی جیسے کسی بڑے امتحان کا نتیجہ دیکھ کر دل و دماغ بے قابو ہو جائیں۔

"میں جا رہی ہوں .... میں آپ کی کوئی بھی نہیں پھر بھی، شانتا۔" اروپ کے ہاتھ سے کاغذ گر پڑا۔ پورن کو بُرا معلوم ہوا کہ بیوی [illegible] کی بھاگ گئے اور چھکے اروپ کے چھوٹیں۔

"آخر کو وہی ہوا۔۔۔۔۔۔ وہ چلی گئی نا۔۔۔۔۔۔مہیش!" اروپ سر سے پیر تک لرز گیا۔ اُن کی اور ان کی بیوی کی جو گت ہو گی اسے وہی محسوس کر سکتے تھے انہوں نے ایک بار پورن کو دیکھا۔ ان کے ہاتھ پیر اور کمزور ہو گئے۔ آن کی آن میں ساری کہانی فلمی زنجیر کی طرح آنکھوں کے سامنے چھن چھن گزرنے لگی۔ وہ پورن کا کھلے پھول جیسا چہرہ شرارت سے تڑپتی آنکھیں، جنہیں دیکھنے کو اب وہ ترس گئے تھے، وہ اسے غور سے دیکھنے لگے۔ یہ وہی تھا ان کا چھوٹا بھائی پورن بھابی کا لاڈلا دیور۔ اماں کا منہ چڑھا سپوت اور بچوں کا پیارا چاچا۔ اس وقت سڑی بسی دوا کا کڑوا گھونٹ بنا پڑا تھا۔ وہ اگر بگاڑ نہ دیا گیا ہوتا تو اتنی ضد اس میں کہاں سے آتی۔ سچ ہے بچپن سے ہی اسے ہر بات کو منوانے کی عادت پڑ چکی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ آسمان کے تاروں کے لئے مچل گیا تھا۔

شانتا عقلمند لڑکی تھی، آخر وہ کیوں خاک کے تودے میں موتی ڈھونڈنے کی کوشش کرتی۔" پورن نے خاموشی کو توڑا۔ وہ اپنی جیت کے احساس کو دبا رہا تھا۔

"پورن تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟" اروپ کو خود نہیں معلوم تھا کہ وہ اور کیا کہہ سکتا تھا۔

"مر چکا۔۔۔۔۔۔ آپ کا پورن تو کبھی کا مر چکا اور اب اس مردہ پورن کی باری ہے بھیا من چاہے جو کچھ کہہ لو۔ روح تو کبھی کی مر چکی۔ یہ مردہ مٹی حاضر ہے یہ بھی اگر کسی کام آ سکے تو موجود ہے۔ مگر یاد رہے بھیا یہ جسم بالکل کھوکھلا

ہے۔ نام کو بھی دم نہیں۔" پورن انتقاماً مسکرایا۔

"میں نے تمہیں اپنے بچے کی طرح سمجھا پورن، اور تم ایسے کہتے ہو، جیسے میں نے جان کر ہی سب کچھ کیا...."

"مگر بھیا میں نے کبھی کوئی شکایت بھی کی ہو جب ہی نا۔ جو کچھ بھی آپ نے کیا خوب کیا۔ گھر کی لاج کے لئے ایک میں کیا ہزار پورن قربان ہیں" طعنے دینا پورن اب بھی نہ بھولا تھا۔

"پورن.... میرے بچے...." رقّت سے ان کا گلا گھٹنے لگا۔

"بھیّا.... اس میں رونے کی کیا بات ہے شکر کیجئے کہ خاندان تو ذلت سے بچ گیا۔ ہاں اب آپ کا بیٹا جوان ہو رہا ہے۔ بھگوان کرے وہ میری جیسی بھول میں نہ پڑے۔

■

ختم شد

LIST OF LARGE PRINT BOOKS

URDU :

Afandi, Tah : OONCHE KHILARI (Novel)	£ 9.95
Bukhari, Pitras : PITRAS KE MUZAMEEN (Humour)	£ 9.95
Chugtai, Azim Beg : KHATOOT KI SITAM ZARIFI (Humour)	£ 9.95
Chugtai, Ismat : DO HAATH (Novel)	£ 9.95
Dehalvi, Amar : URDU KE BEHATREEN AFSANEY	£ 9.95
Gorakhpuri, Firaq : LATEEFE (Jokes)	£ 9.95
Khairi, Sadiq ul : ANDHI GALI (Stories)	£ 9.95
Ludhianvi, Sahir : TALKHIAN (Poetry)	£ 9.95
Manto, Sadat Hasan : TEEN AURATEIN (Plays)	£ 9.95
Naz, Meena : KAALI RAATEIN (Novel)	£ 9.95
Naz, Meena : PHIR KAB AAO GE (Novel)	£ 9.95
Premchand : LOTTERY (Stories)	£ 9.95
Ruswa, Mirza Hadi : UMRAO JAAN ADA (Novel)	£ 9.95
Tabassum : MUSKARAHATEIN (Jokes)	£ 9.95
Tonsvi, Fiqar : PYAZ KE CHHILKE (Humour)	£ 9.95
Chugtai, Ismat : BHAABHI (Stories)	£ 9.95
Ahmad, Ashfaq : SHAB-E-KHOON (Novel)	£ 9.95
Chugtai, Azim Beg : DEKHAA JAAYE GAA (Novel)	£ 9.95

BENGALI :

Benipur, Ram Vriksh : MATTIR MURTI (Novel)	£ 9.95
Mundassery, Joseph : PROFESSOR (Novel)	£ 9.95
Tagore, Avanindranath : AAPAN KATHA (Stories)	£ 9.95

GUJARATI :

Bankim Babu : INDIRA (Novel)	£ 9.95
Desai, Bharat : PARAYA SHWAS (Novel)	£ 9.95
Desai, Bharat : PREM MILAN (Novel)	£ 9.95
Kansara, Viresh : RAJA THAKUR (Stories)	£ 9.95
SINGHASAN BATEESI (Stories)	£ 9.95
Tirkar, Viresh : AMA TUMARO SHU VAANK	£ 9.95
Meghani, Jhaver Chand : VIKRAM ANE APRO (Stories)	£ 9.95

HINDI :

AKBAR BIRBAL VINOD (Jokes)	£ 9.95
Ansal, Kusum : US KI PANCHVATI (Novel)	£ 9.95
Joshi, Malti : SAHCHAARINI (Novel)	£ 9.95
Kapur, Aruna : DHUND KI GALIYAARE (Novel)	£ 14.95
Khatri, Devki Nandan : KAAJAR KI KOTHRI (Novel)	£ 9.95
Lal, Lalluji : PREMSAGAR (Religion)	£ 14.95
Prasad, Jaishankar : IRAVATI (Novel)	£ 9.95
Premchand : GHAR JAMAI (Stories)	£ 9.95
Premchand : MANORAMA (Novel)	£ 9.95
Premchand : NIRMALA (Novel)	£ 9.95
Pritam, Amrita : PINJAR (Novel)	£ 9.95
Rajvanshi : AASHANKA (Novel)	£ 9.95
Tulsidas, Goswami : RAM CHARTI MANAS (Religion)	£ 9.95
Varma Dayanand : ASLI NAQLI CHEHRE (Novel)	£ 9.95
Vyas, Maharishi Ved : MAHABHARAT (Religion)	£ 14.95
SHRIMAD BHAGWAD GITA (with Sanskrit Text)	£ 6.95
Shastri, Chatursen : DO SAUKI BIWI (Novel)	£ 9.95

PUNJABI :

Cour, Ajeet : POST MARTUM (Novel)	£ 9.95
Duggal, K.S. : BHAABHI JAAN (Novel)	£ 9.95
Gyani, Narain S. : SRI GURU BHAGAT MAL (Stories)	£ 14.95
Kanwal, Jaswant S. : GWACHI PAGG (Stories)	£ 9.95
Premchand : DO BAILAN DI KAHANI (Stories)	£ 9.95
Premchand : PASHU TE MANUKH (Stories)	£ 9.95
Pritam, Amrita : IK SI ANITA (Novel)	£ 9.95
Singh, Bhag : ISHQ DI IKO ZAAT (Novel)	£ 9.95
Singh, Nanak : MATRAI MAA (Novel)	£ 9.95
Singh, Mahinder : SAU SAAKHI (Religion)	£ 14.95
Singh, Teja : SRI GURU NANAK NIRANKARI CHAMATKAR	£ 14.95
Singh, Teja : SRI SODHI CHAMATKAR (Religion)	£ 14.95
Kaur, Amarjit : PUNJAB DIAN PRASIDH LOK KATHAWAN (Stories)	£ 9.95

STAR PUBLICATIONS (P) LTD.
4/5 B, Asaf Ali Raod, New Delhi-110 002 (INDIA)